عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۷ روپے

جلد: ۲۲ | ۱۲ تا ۱۸/ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۳ تا ۱۹/ جون ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۳۰

اسلام میں سنت اور حدیث کا مقام

تقسیم کشمیر کا پلان قادیانیوں کا تیار کردہ ہے

پہلی تاجدار ختم نبوت کانفرنس مظفر آباد آزاد کشمیر کی رپورٹ

اصلاح خواتین

فتنوں کا سیلِ رواں

آزادئ اظہار رائے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

معاش کے لئے قادیانیت اختیار کرنا:

س:...... میرے ایک محترم دوست نے چند دن پہلے اپنے معاشی مسائل کے حل کے لئے قادیانیت قبول کرلی۔ ان سے اس مسئلہ پر بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ قادیانیت کا جو بیعت فارم میں نے پڑھا ہے اس کی شرائط مثلاً زنا نہ کرنا‘ بدنظری نہ کرنا‘ رشوت نہ لینا‘ جھوٹ نہ بولنا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی علیہ السلام ماننا وغیرہ ہیں‘ ان شرائط میں کہیں بھی کفریہ کلام نہیں‘ اور یہ کہ اس نے صرف ضرورت پوری ہونے تک کے لئے قادیانیت قبول کی ہے اور بعد میں وہ لوٹ آئے گا۔ کیا اس کے اس فعل کے بعد وہ مسلمان رہا؟ اگر نہیں تو اس کے بیوی بچوں کو اس کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟ اگر وہ گھر والوں کو چھوڑنے پر بھی تیار نہ ہو اور اس کی چند جوان اولاد بھی ہو تو جوان اولاد کے لئے اس شخص کے دیئے ہوئے مال کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے کافر و مرتد ہونے میں کسی قسم کا شبہ اور تردد نہیں‘ اللہ تعالیٰ کی عدالت بھی ان کو کافر و مرتد قرار دے چکی ہے‘ اور عالم اسلام کی اعلیٰ عدالتیں بھی‘ اس شخص کو اگر اس مسئلہ میں کوئی شبہ ہے تو وہ اہل علم سے تبادلہ خیال کرے۔

قادیانیت کا فارم پُر کرنا اپنے کفر و ارتداد پر دستخط کرنا ہے‘ جہاں تک معاشی مسئلہ کا تعلق ہے؟ معاش کی خاطر ایمان کو فروخت نہیں کیا جاسکتا‘ اور ان صاحب کا یہ کہنا کہ وہ بعد میں لوٹ آئے گا‘ قابل اعتبار نہیں۔ جب ایک چیز صریح کفر ہے تو اس کو اختیار کرنا ہی ناروا ہے اور اس کو اختیار کرتے ہی آدمی دین سے خارج ہوجاتا ہے‘ تو اس کے واپس لوٹنے کی کیا ضمانت؟

اس شخص کو قادیانیت کی حقیقت اور ان کے کفریہ عقائد سے آگاہ کیا جائے۔ اگر اس کی سمجھ میں آجائے اور وہ ان سے توبہ کرلے تو ٹھیک‘ ورنہ اس کے بیوی بچوں کا فرض ہے کہ اس شخص سے قطع تعلق کرلیں اور یہ سمجھ لیں کہ وہ مرگیا ہے۔

چونکہ یہ شخص قادیانی فارم پُر کرچکا ہے‘ اس لئے اگر یہ تائب ہوجائے تو اس کو اپنے ایمان کی بھی تجدید کرنی ہوگی‘ اور نکاح بھی دوبارہ پڑھوانا ہوگا۔ (جس کی تفصیل میرے مجموعہ رسائل ”تحفہ قادیانیت“ اور ”خدائی فیصلہ“ وغیرہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے)۔

ترکہ میں سے شادی کے اخراجات نکالنا:

س:...... ہمارے والد کی پہلی مرحومہ بیوی سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے جبکہ دوسری بیوی سے سات لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ تین لڑکیوں اور ایک لڑکے کی شادی باقی ہے۔ والد صاحب کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ کا کہنا ہے کہ والد نے جو کچھ چھوڑا ہے‘ اس میں سے پہلے غیر شادی شدہ اولاد کی شادی ہوگی‘ اس کے بعد وراثت تقسیم ہوگی۔ پوچھنا یہ ہے کہ:

۱:...... وراثت کب تقسیم ہونی چاہئے؟

۲:...... کیا وراثت میں سے غیر شادی شدہ اولاد کے اخراجات نکالے جاسکتے ہیں؟

ج:...... تمہارے والد کے انتقال کے ساتھ ہی ہر وارث کے نام اس کا حصہ منتقل ہوگیا‘ تقسیم خواہ جب چاہیں کرلیں۔

۲:...... چونکہ والدین نے باقی بہن بھائیوں کی شادیوں پر خرچ کیا ہے‘ اس لئے ہمارے یہاں یہی رواج ہے کہ غیر شادی شدہ بہن بھائیوں کے اخراجات نکال کر باقی تقسیم کرتے ہیں۔ دراصل باقی بہن بھائی‘ والدہ کی خواہش پوری کرنے پر راضی ہوں تو شادی کے اخراجات نکال کر تقسیم کیا جائے‘ اگر راضی نہ ہوں تو پورا ترکہ تقسیم کیا جائے‘ لیکن شادی کا خرچہ تمام بہن بھائیوں کو اپنے حصوں کے مطابق برداشت کرنا ہوگا۔

اردو ترجمہ پر قرآن مجید کا ثواب:

س:...... قرآن مجید کی تلاوت کے بجائے اگر قرآن مجید کا اردو ترجمہ ترتیب وار پڑھا جائے تو ثواب ملے گا؟ کیونکہ اگر اردو ترجمہ کو عربی میں کردیا جائے تو قرآن مجید بن جاتا؟

ج:...... قرآن مجید عربی میں نازل ہوا ہے اور اس کے ہر لفظ کی تلاوت پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے‘ ظاہر ہے کہ اس کے ترجمہ پر اجر و ثواب نہیں۔ اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب تو عربی الفاظ کی تلاوت پر ہی ملے گا۔ ترجمہ کے ذریعہ مفہوم سمجھنے کا ثواب ملے گا‘ قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب نہیں ہوگا۔

س:...... بعض مولوی صاحبان سے سنا ہے کہ جو میاں بیوی اس دنیا میں نیک اعمال کرتے ہیں تو اگلے جہان میں وہ ایک ساتھ ہوں گے۔ اب اگر مومن میاں بیوی میں سے میاں مرجائے اور بیوی دوسری شادی کرلے جو کہ اس کا اسلامی حق ہے اور دوسرا شوہر بھی نیک اور متقی ہو تو آخرت میں یہ بیوی کون سے شوہر کے نام سے پہچانی جائے گی اور کس شوہر کے ساتھ ہوگی؟ کیونکہ شوہر تو دونوں نیک اعمال والے ہیں۔

ج:...... اس میں اہل علم کے دو قول ہیں: ایک یہ کہ بیوی آخری شوہر کے پاس ہوگی کیونکہ جب اس نے دوسرا نکاح کرلیا تو پہلے شوہر سے اس کا تعلق ختم ہوگیا‘ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ عورت کو اختیار دیا جائے گا کہ دونوں میں سے کس کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہے؟ جس کو پسند کرے اس کے ساتھ اس کا عقد کردیا جائیگا۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

جلد: ۲۲ شمارہ: ۳۰ ۲۳ تا ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ جون ۲۰۰۲ء

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
لسان اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہم

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا اللہ وسایا

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید انظر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد راشد مرحوم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
اسلام میں سنت اور حدیث کا مقام (حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ)	6
پہلی تاجدار ختم نبوت کانفرنس آزاد کشمیر کی رپورٹ (قاضی احسان احمد)	9
اصلاح خواتین (حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ)	13
آزادی اظہار رائے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں (مولانا محمود حسن حسنی ندوی)	15
فتنوں کا سیل رواں (مفتی محمد سلمان منصور پوری)	18
اصول سوق (مولانا محمد نذر رحمانی)	21
ارشادات و ملفوظات (مولانا عبدالسلام بھٹکلی ندوی)	23
حضرت مولانا فیض اللہ (مفتی منیر احمد طارق)	25
اخبار عالم پر ایک نظر	26

زرتعاون بیرون ممالک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا [illegible] ڈالر
یورپ، افریقہ: [illegible] سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک [illegible] امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ [illegible] روپے، ششماہی: [illegible] روپے، سالانہ: [illegible] روپے
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-383، اکاؤنٹ نمبر 2-F827 الائیڈ بینک لمیٹڈ بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: [illegible] فیکس: [illegible]
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: [illegible] فیکس: [illegible]
Jama Masjid Bab-ur-Rahmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانی جماعت کی ابتر صورتحال

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک صاحب نے آپ پر مجمع عام میں اعتراض کردیا تھا کہ آپ کا کرتہ جتنے کپڑے سے بنا ہے وہ عام مسلمانوں کو ملے ہوئے کپڑے سے ممکن نہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہ انہیں ڈانٹا' نہ مارا اور نہ امیرانہ رعونت سے انہیں کوئی درشت جواب دیا بلکہ آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے حقیقت حال کی وضاحت کی کہ انہوں نے اپنا کپڑا اپنے والد گرامی قدر کو ہدیہ کردیا تھا جس سے یہ کرتہ بنا ہے۔ ذرا ایک طرف اس عالی حوصلگی اور بلند پایہ کردار کو دیکھئے اور دوسری طرف قادیانی سربراہ کے مکروہ کردار پر نظر ڈالئے جس نے اپنے اوپر تنقید کو جرم قرار دے دیا ہے اور یہی نہیں بلکہ تنقید کرنے والوں کو قادیانی جماعت سے خارج کرنے کی دھمکی بھی دی ہے۔ اس بارے میں شائع ہونے والی تفصیلی خبر درج ذیل ہے:

"قادیانی جماعت کے سربراہ نے خود پر تنقید جرم قرار دیدی

تنقید کرنے والے قادیانیوں کی رکنیت ختم کردی جائے گی: مرزا مسرور

لندن (نمائندہ امت) قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور احمد نے اپنی ذات اور کارکردگی سے متعلق تبصرہ پر پابندی عائد کرتے ہوئے احمدیہ جماعت کے عہدیداروں' ذمہ داروں اور عام قادیانیوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ عام محفلوں اور نجی نوعیت کی تقریبات میں ان کی ذات سے متعلق کوئی رائے نہ دیں' خلاف ورزی کے مرتکب افراد کی جماعت احمدیہ سے رکنیت ختم کردی جائے گی..... گزشتہ جمعہ کو قادیانی ٹی وی ایم ٹی اے پر اپنے خصوصی خطاب کے دوران انہوں نے کہا کہ یہ فیصلہ اس لئے کیا گیا ہے کہ جماعت کو اختلافات اور جماعت کی قیادت کے حوالے سے جاری رہنے والی بحث کو ختم کیا جاسکے۔ انہوں نے قادیانیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بعض ذمہ دار افراد محافل میں میری ذات کو وجہ تنقید بناتے ہوئے یہ بحث کررہے ہیں کہ موجودہ خلیفہ میں فلاں کمی ہے' یہ کمزوری ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوگ اپنی اپنی سمجھ کے مطابق تبصرہ کررہے ہیں' مگر اس عمل سے خدشہ ہے کہ ہمدردی کا لبادہ اوڑھ کر کیا جانے والا یہ ذکر مجلسی رنگ اختیار نہ کرجائے۔ انہوں نے کہا کہ میں شاید یہ ہدایت نہ کرتا مگر تربیت اور جماعت کے نظم ونسق کو چلانے کے لئے یہ ضروری ہوگیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ سختی ونرمی کے برتاؤ سے واقف ہیں۔ لہٰذا صرف ایسے اقدامات کئے جائیں گے کہ جو جماعت کے مفاد میں ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جو ذمہ دار اس حکم کی خلاف ورزی کے مرتکب پائے گئے ان کے خلاف جماعت کا نظام حرکت میں آجائے گا۔"

(روزنامہ "امت" کراچی ۲۳/مئی ۲۰۰۳ء)

ملاحظہ فرمایا آپ نے اخلاق وکردار کا فرق! مسلمان حکمران کتنی عالی حوصلگی کا مظاہرہ کرتے تھے جبکہ اس کے برعکس قادیانی سربراہ کا کردار فرعونیت کی عکاسی کرتا ہے۔ فرعون کے دور میں کوئی اس پر تنقید نہیں کرسکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا مسرور اپنے آپ کو فرعون تصور کررہے ہیں' ورنہ کم از کم وہ اس کے جانشین تو ہیں ہی۔ اسلام اور قادیانیت ایک دوسرے کے بالکل برعکس ہیں۔ اسلام کے ہر قانون کو نعوذ باللہ توڑ کر اس کے بالمقابل ایک نیا قانون تراشنا قادیانیت کا شیوہ ہے۔ اسلام کے ہر عقیدے کے برخلاف ایک نیا خود تراشیدہ عقیدہ پیش کرنا اور اس پر ایمان لانے کی دعوت دینا قادیانیت کی لغوی تعریف بھی کی جاسکتی ہے۔ قادیانی امت میں ذرا بھی حس ہے تو اسے چاہئے کہ جلد سے جلد قادیانیت سے چھٹکارا حاصل کرکے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن عاطفت میں پناہ حاصل کرلے۔

مذکورہ بالا خبر سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ قادیانی جماعت کی اندرونی صورتحال روز بروز ابتر ہوتی جارہی ہے۔ قادیانیوں نے اس ابتری کو اخفائے حال سے بچانے کے لئے اپنے طور پر کوششیں شروع کی ہیں لیکن جتنا وہ اسے چھپانے کی کوشش کررہے ہیں' اتنا زیادہ یہ باتیں عیاں ہورہی ہیں۔ قادیانی نوجوان خاص طور پر اپنے مذہب سے زیادہ متنفر ہورہے ہیں۔ بعض قادیانی سربراہی کے جھگڑوں کی وجہ سے اپنی قیادت سے بدظن ہوگئے ہیں۔ قادیانی تو نہ زیادہ عرصہ تک اپنے اختلافات کو چھپا نہ سکیں گے اور وہ وقت اب

دور نہیں کہ زمین پر ڈھونڈے سے بھی ایک قادیانی نہیں ملے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جداگانہ طرز انتخاب بحال کیا جائے

حکومت پاکستان نے گزشتہ سالوں میں جداگانہ طرز انتخاب ختم کر کے مخلوط طرز انتخاب کو اپنایا تھا۔ اس کے نتیجہ میں متعدد پیچیدگیاں پیدا ہوئیں اور قادیانیوں کو بھی کھل کھیلنے کا موقع ملا اور انہوں نے اپنے نام مسلمانوں کی فہرست میں درج کرانے شروع کر دیئے کیونکہ ووٹر لسٹ فارم میں مخلوط طرز انتخاب کی وجہ سے عقیدۂ ختم نبوت کے حلف نامے کا خانہ ختم ہو چکا تھا۔ حکومت نے مسلمانوں کے شدید احتجاج اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بھرپور جدوجہد کے نتیجے میں مجبوراً ووٹر لسٹ فارم میں اس حلف نامے کو بحال کر دیا' لیکن مخلوط طرز انتخاب کا طریقہ بدستور رائج رہا۔ اس طریقہ انتخاب کا اقلیتوں کو کوئی فائدہ ہوا؟ یا یہ ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوا؟ اس کا اندازہ آپ درج ذیل رپورٹ پڑھ کر بخوبی لگا سکتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

"پاکستان کے ۹۵ فیصد عیسائیوں نے مخلوط انتخابات مسترد کر دیئے

صرف ۲۰ فیصد حامی ہیں۔ ۱۵ فیصد نے کوئی رائے نہیں دی: کرسچین پوسٹ نامی رسالے کا سروے

اسلام آباد (ریسرچ رپورٹ) مخلوط انتخابات کو پاکستان کے ۹۵ فیصد عیسائیوں نے مسترد کر دیا اور وہ پاکستان کی قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں موجود عیسائی اراکین کو اپنا نمائندہ نہیں سمجھتے۔ پاکستان کرسچین پوسٹ نامی رسالے کے تحت کرائے گئے ایک سروے کے مطابق عیسائی برادری کی اکثریت سمجھتی ہے کہ مخلوط انتخابات کو فوجی حکمرانوں نے اقلیتوں پر مسلط کیا ہے۔ صرف ۲۰ فیصد عیسائی مخلوط انتخابات کے حامی ہیں اور ۱۵ فیصد نے اس بارے میں کوئی رائے نہیں دی۔ سروے رپورٹ کے مطابق ۸۹ فیصد عیسائی خواتین نے انتخابات کے بعد اقلیتی نمائندوں کی شکل نہیں دیکھی۔ کرسچین پوسٹ کا کہنا ہے کہ ۱۹۸۵ء سے ۲۰۰۰ء تک اقلیتی نمائندے جداگانہ انتخابات کے تحت منتخب ہوتے تھے اور علاقے کے عیسائیوں سے ساتھ ملاقاتیں کرتے تھے لیکن موجودہ طریقہ انتخاب میں اقلیتی نمائندے 'اقلیتی عوام کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں رکھتے' کیونکہ اب عیسائی نمائندوں کا انتخاب مسلمان سیاسی جماعتیں کرتی ہیں اور اقلیتی عوام مسلمان نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں اور مسلمان نمائندے عیسائی نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں' جو کہ ایک غیر جمہوری طریقہ ہے۔ پاکستان میں عیسائی اقلیت سب سے بڑی اقلیت ہے۔ جس کے نمائندے غیر جمہوری طریقے سے منتخب ہوتے ہیں۔ کرسچین پوسٹ کا کہنا ہے کہ پاکستان کی سیاسی جماعتوں میں بڑے زمیندار' بڑے تاجر اور مالدار افراد قومی اسمبلی کے نمائندے بنتے ہیں۔ ان جماعتوں میں پیپلز پارٹی' مسلم لیگ (ق) اور مسلم لیگ (ن) شامل ہیں' کوئی بھی غریب آدمی ان سیاسی جماعتوں کی لیڈر شپ میں شامل نہیں ہے۔ کرسچین پوسٹ کا کہنا ہے کہ ایم کیو ایم کی لیڈر شپ نہ تو زمیندار طبقے سے ہے نہ ہی تاجر طبقے سے لیکن اس کی قیادت آمرانہ ہے اور ساری قوت ایک شخص کے ہاتھ میں ہے' جبکہ متحدہ مجلس عمل کی قیادت صرف مسلمانوں پر مشتمل ہے۔"

(روزنامہ "امت" ۲۷/مئی ۲۰۰۳ء)

مخلوط انتخابات کا ایک مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اقلیتوں کو اکثریت میں ضم کر دیا جائے اور انہیں بھی وہی حقوق حاصل ہوں جو اکثریت کو حاصل ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو یہ کہنا قطعاً غلط نہ ہوگا کہ مخلوط طرز انتخاب اپنے مجوزہ مقصد کی تکمیل میں ناکام رہا اور اس کی کوئی افادیت ظاہر نہیں ہوئی بلکہ اس کے برعکس اس کے نقصانات ظاہر ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی اقلیت' جو بقول بعضے پاکستان کی سب سے بڑی اقلیت ہے' اس نے اس طریقہ انتخاب کو یکسر مسترد کر دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب یہ طریقہ انتخاب سب سے بڑی اقلیت کو ان کے حقوق کی فراہمی میں ناکام ثابت ہوا تو ظاہر ہے کہ دیگر اقلیتوں کے حقوق کس شمار و قطار میں ہیں۔ اس کے برعکس پاکستان میں جو دوسرا طرز انتخاب رائج رہا ہے وہ جداگانہ طرز انتخاب ہے۔ یہ طریقہ انتخاب آزمودہ بھی ہے اور اس میں اقلیتوں کو ان کے حقیقی نمائندوں کے چناؤ کے اختیارات بھی حاصل ہیں۔ اس لئے حکومت کو چاہئے کہ وہ فوری طور پر جداگانہ طرز انتخاب کی بحالی کا اعلان کرے اور مخلوط طرز انتخاب کو یکسر ترک کر کے آئین میں ایسی ترمیم کرے جس کی وجہ سے مستقبل میں مخلوط طرز انتخاب کی دوبارہ بحالی کا امکان باقی نہ رہے۔

اسلام میں سنت اور حدیث کا مقام

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

حق تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے وحی آسمانی کا سلسلہ جاری فرمایا‘ اس کے لئے جن برگزیدہ نفوس قدسیہ کا انتخاب فرمایا‘ اسلامی زبان میں انہیں انبیا ورسل کہتے ہیں‘ ان مقدس ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ”عصمت“ کی ضمانت دی جاتی ہے یعنی ان کا ہر قول فعل شیطانی تسلط اور نفسانی خواہش سے پاک ہوتا ہے۔

ان کی صداقت وحقانیت کو قطعی دلائل وشواہد سے ثابت کیا جاتا ہے تاکہ مخلوق پر حجت قائم ہو اور پوری طرح یقین واطمینان کے ساتھ ان پر ایمان لائیں اور ان کی تصدیق کرسکیں‘ ان ہی دلائل کا نام ”معجزات وبینات“ ہے‘ ان کی نبوت ورسالت‘ ان کی صداقت وحقانیت اور ان کی عصمت وضمانت کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان کی اطاعت تمام انسانوں پر فرض ہوجاتی ہے:

”اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ اس کا حکم مانیں اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے۔“ (النساء)

جب بنی النضیر سے جہاد کا حکم ہوا تو جنگی مصلحت کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کھجور کے بعض درختوں کو کاٹنے کا حکم فرمایا‘ یہود نے اس پر اعتراض کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تصدیق وتصویب کے لئے قرآن نازل ہوا اور ان درختوں کے کاٹنے کو ”باذن اللہ“ فرمایا:

”جو کاٹ ڈالا تم نے کھجور کا درخت یا رہنے دیا کھڑا اپنی جڑ پر سو اللہ کے حکم سے۔“

ان چند مثالوں سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ امت کی رہنمائی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سرچشمہ ہدایت ہے‘ صحابہ کرامؓ جو قرآن کریم کے سب سے پہلے اور براہ راست مخاطب تھے‘ ان کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں حیثیتیں مسلم تھی کہ آپ نبی معصوم بھی ہیں اور ہر معاملے میں مطاع مطلق بھی‘ اسی لئے وہ قرآن حکیم اور حدیث نبوی کے احکام کو یکساں طور پر واجب الاتباع مانتے تھے اور ان پر عمل کرتے تھے۔

احادیث نبویہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کافی بڑا حصہ تو وہ ہے جو قرآنی احکام کی تشریح وتوضیح پر مشتمل ہے‘ قرآن کریم نے ”اقیموا الصلوٰۃ“ فرمایا‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت صلوٰۃ کی قولاً وعملاً تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: ”صلوا کما رأیتمونی اصلی“ (تم بھی ایسی ہی نماز پڑھا کرو جیسی میں پڑھتا ہوں) ”واٰتوا الزکوٰۃ“ کا حکم نازل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفصیل بیان فرمائی کہ کن کن اموال میں زکوٰۃ ہوگی؟ ہر ایک کا نصاب کیا ہوگا؟ مقدار زکوٰۃ کیا ہوگی؟ اس کے اصول وشرائط کیا ہوں گے؟ اس اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ عملی قرآن ہے‘ یعنی احکام قرآن کا عملی نمونہ‘ کتاب بعد کی امت تک قطعی ذرائع سے پہنچی ہے‘ اس لئے اس کے احکامات کا ثبوت قطعی ہوتا ہے اور بقیہ پیغامات کبھی تواتر یا عملی توارث جیسے قطعی ذرائع سے پہنچے ہیں اور کبھی وہ ذرائع قطعی نہیں ہوتے‘ اس لئے اس دوسری قسم کا درجہ قرآن کریم کی قطعیت کا نہیں ہوگا مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ قرآن کریم تو امت کے لئے قابل قبول ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے پیغامات کی نعوذ باللہ کوئی قیمت نہ ہو‘ قرآن کریم بار بار اعلان کرتا ہے کہ قرآن کریم کا ”سمجھنا“ سکھانا اور اس پر عمل کرانا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے‘ قرآن کریم کے اجمال کی تفصیل‘ اس کے ابہام کی توضیح‘ اس کے

اشارات کی تشریح' اس کے مقصد ومنشا کی تعیین' اس کی مشکلات کا حل اور اس کے احکام کی عملی تشکیل یہ سب کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہیں جو وحی الٰہی کے ذیل میں آتے ہیں اور امت کے لئے واجب القبول ہیں۔ (تعلیمات انبیاً)

بہر حال یہ حقیقت واضح اور مسلم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیغامات الٰہیہ جس طرح قرآن کی صورت میں نازل ہوئے' اسی طرح بہت سے پیغامات الٰہیہ قرآن کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے' جن کی تعلیم امت کو دی گئی' قرآن کریم کی اصطلاح میں انبیاً کرام کی ان تعلیمات کا نام "الحکمۃ" اور قرآن کریم نے متعدد مقامات میں اسے "انزل" سے تعبیر فرمایا ہے۔

دین کا منبع اور مدار:

ان اشارات سے یہ بات سمجھنی آسان ہوگئی کہ دین کا اصل مدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور دین کا اصل منبع نبوت کی تعلیمات و ہدایات ہیں' خواہ قرآن کریم میں ان کا ذکر ہو یا نہ ہو' اسلام کے تشریعی نظام پر غور کرنے کا موقع جن لوگوں کو ملا ہے' وہ جانتے ہیں کہ بہت سے بنیادی اور اہم احکامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی خفی کے اشارے سے امت کو دیئے یا مدت کے بعد قرآن کریم میں ان احکامات کی آیات نازل ہوئیں' جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ احکام کی تصدیق و تائید کی گئی' اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

۱:.....توحید و رسالت کے اقرار کے بعد اسلام میں سب سے پہلی عبادت صلوٰۃ یعنی نماز ہے' اس عبادت کا سلسلہ ابتداء اسلام ہی سے قائم ہوگیا تھا' معراج سے پہلے صبح وشام کی دو نمازیں فرض تھیں اور اسراء کے بعد پانچ نمازوں کی فرضیت نازل ہوئی مگر قرآن کریم میں اس وقت تک نماز کے اوقات کی تفصیل نہ تھی' اس فریضے کو امت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے لیا اور اس پر عمل کیا۔

۲:.....نماز کا جو نقشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً وعملاً پیش فرمایا کہ اللہ اکبر سے شروع ہو اور السلام علیکم پر ختم ہو' اس میں قیام ہو' قرأت ہو' رکوع وسجود ہو' جلسہ وقومہ ہو اور رکعتیں کبھی دو ہوں' کبھی تین اور کبھی چار وغیرہ وغیرہ ان تمام تفصیلات کی طرف قرآن کریم میں کہیں کہیں اشارے تو موجود ہیں' لیکن یہ مفصل نقشہ امت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے قول وعمل سے سیکھا اور اس پر عمل کیا' نہ قرآن کریم پر اس کا مدار نہ اس میں ذکر کا انتظار۔

۳:.....نماز کے لئے طہارت' وضو وغیرہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ہدایت فرمائی اور امت نے اس پر عمل کیا' تقریباً اٹھارہ سال بعد سورۂ مائدہ میں آیت وضو نازل ہوئی' جب کہ امت اٹھارہ سال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر عمل پیرا تھی۔

۴:.....آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو امت کو نمازوں میں بیت المقدس کے استقبال کا حکم فرمایا' سولہ سترہ مہینے اس پر عمل رہا' اس کے بعد قرآن کریم میں بیت اللہ شریف کے استقبال کا حکم ہوا' بیت المقدس کے استقبال کا حکم قرآن میں نازل نہیں ہوا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ حکم کی قرآن کریم نے تصدیق کی: "سیقول السفہاء من الناس." الخ (الآیۃ)

الغرض آسمانی ہدایت کا اصل منبع وہ ربط و تعلق ہے جو انبیاً کرام علیہم السلام کا بارگاہ قدس سے قائم ہوتا ہے اور جسے نبوت و رسالت سے تعبیر کیا جاتا ہے' انہیں حق تعالیٰ کی طرف سے برابر پیغامات دیئے جاتے ہیں' پیغام رسانی کبھی فرشتے کے ذریعے ہوتی ہے اور کبھی براہ راست' جس فرشتے کو اس کے لئے منتخب فرمایا گیا ہے ان کا نام جبرئیل علیہ السلام ہے:

"اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے' اللہ مگر اشارہ سے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا' پھر پہنچادے اس کے حکم جو وہ چاہے۔" (سورۂ شوریٰ)

منبع وحی:

یہ پیغام عام طور پر کسی صحیفہ یا کتاب کی صورت میں نہیں' بلکہ فرشتے کی زبانی یا القاء فی القلب کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی اس پیغام کو الفاظ کی صورت میں منضبط کرکے بھیجا جاتا ہے' جیسے "صحیفہ" یا "کتاب" کہا جاتا ہے' حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے اور تورات' زبور' انجیل' قرآن کریم چار مشہور کتابیں اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں' ظاہر ہے کہ انبیاً کرام کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہے اور صحیفوں اور آسمانی کتابوں کی تعداد نہایت قلیل' اس سے صاف طور پر واضح ہوجاتا ہے کہ وحی صرف کتاب یا صحیفے میں منحصر نہیں' بلکہ نبی ورسول ﷺ کی ذات گرامی منبع وحی ہے' امت کے لئے جس طرح کتاب واجب القبول اور واجب الاتباع ہے' ٹھیک اسی طرح نبی ورسول کا ہر حکم و ارشاد اور ہر قول وفعل امت کے لئے حجت اور

واجب الاتباع ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق دریافت کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا: "کان خلقہ القرآن" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا۔

شریعت محمدیہ کا وسیع نظام جو سب کے سامنے ہے اور جس میں عقائد و عبادات' اخلاق و معاشرت' سنن و آداب' جہاد و قتال' صلح و جنگ' سیاست و معیشت سب ہی کچھ آ جاتا ہے' ان میں بہت سے احکام ایسے ہیں جو قرآن کریم میں نہیں ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے امت کو ان کی تعلیم فرمائی ہے' ظاہر ہے کہ دین اسلام کا تفصیلی نقشہ قرآن کریم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس قدسیہ اور احادیث طیبہ کو ملانے ہی سے تیار ہوتا ہے اور اسی سے الحاد و تحریف اور رکیک تاویلات کے راستے بند ہوتے ہیں' اگر قرآن کریم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی اور آپ ﷺ کے ارشادات و ہدایات سے الگ کرلیا جائے تو قرآن کریم ملحدین کی غلط تعبیرات کا تختہ مشق بن جائے گا اور تحریف و تاویل کا انسداد دشوار ہوگا۔

مستشرقین اور اعداء اسلام کی قرآن کریم میں معنوی تحریف کی کوشش:

متن قرآن کریم کی حفاظت کا تو اعلان ہو چکا ہے' اس کا امکان نہیں تھا کہ قرآن کے الفاظ میں ردوبدل کیا جاسکے' اس لئے دشمنان اسلام جو ہمیشہ اسلام کو مٹانے کے درپے رہے' قرآن کریم سے تو مایوس ہوگئے' انہوں نے قرآن کی معنوی تحریف کے لئے یہ چور دروازہ تلاش کیا کہ حدیث نبوی کو' جو معانی قرآن کی محافظ ہے' ناقابل اعتبار ثابت کریں' یورپ کے مستشرقین اور دشمن اسلام ملاحدہ نے اپنے تمام وسائل اور دماغی' قلمی طاقتیں احادیث کو بے وقعت بنانے کے لئے صرف کرنا شروع کردیں اور مسلمانوں میں "منکرین حدیث" کے نام سے منافقین کا جو گروہ آج موجود ہے' غلام احمد پرویز وغیرہ' انہوں نے انہی دشمنان اسلام کی رہنمائی میں اس مہم کو اور آگے بڑھایا" ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ" چنانچہ نئی نسل کے بہت سے افراد جو دینی تعلیم و تربیت سے بے بہرہ تھے' ان خیالات کا شکار ہوگئے۔

تاریخ فتنۂ انکار حدیث:

انکار حدیث کے فتنے کی تاریخ بہت قدیم ہے' سب سے پہلے خوارج نے اس کی بنیاد رکھی' صحابہ کرامؓ کی تکفیر کرکے ان کی روایت کردہ احادیث کا انکار کیا اور صرف کتاب اللہ کو مانا' ان کے بالمقابل روافض نے کتاب اللہ کی تحریف اور احادیث کے انکار کا راستہ کھولا اور دین کا انحصار اپنے ائمہ کی روایت پر رکھا' معتزلہ نے تاویل کے راستے سے فتنۂ انکار حدیث کو مزید قوت بہم پہنچائی' مگر یہ دور اسلام کی شوکت و عزت کا دور تھا' ان کی مساعی ناکام رہیں' مسلمانوں نے جس طرح قرآن کو سینے سے لگایا اور علوم قرآن کی خدمت کو سرمایہ سعادت سمجھا' اسی طرح احادیث نبویہ کو بھی سر آنکھوں پر رکھا اور علوم حدیث کی خدمات اس محنت وعقیدت سے انجام دیں کہ تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس قدسیہ کی وہ حفاظت کی کہ عقل حیران ہے۔

☆☆..........☆☆

بقیہ تاجدار ختم نبوت کانفرنس

لوگ تھے' ان میں نہ تو صلاحیت تھی اور نہ ہی زمانہ نبوت ہے' تو یہ سارے کے سارے گندے لوگ تھے' انہوں نے بعض کے حالات زندگی کی تفصیل بھی سنائی کہ یہ ایسے گندے خیالات والے لوگ تھے' مرزا قادیانی بھی محمدی بیگم کی کہانی سناتے سناتے جہنم واصل ہوا' تو ان سب کا ایک وصف جو سب میں شامل تھا' وہ ان کا بدمعاش' بدکردار اور غنڈہ ہونا ہے۔ آخر میں حضرت خواجہ خان محمد صاحب نے پُرمغز اور پُراثر انداز میں دعا فرمائی اور ختم نبوت کے کام کرنے کا عزم بھی کیا اور عوام الناس اور علماء کرام سے عزم لیا۔ اس طرح یہ پہلی تاجدار ختم نبوت کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ آئندہ انشاء اللہ ہر سال یہ کانفرنس منعقد ہوا کرے گی۔ پورے مظفرآباد اور گردونواح کے علماء نے بھرپور شرکت کی اور کانفرنس کو کامیاب کیا۔ ان علماء میں قاری عبدالمالک' مولانا مفتی پیر عبدالعزیز قاسمی' قاری گلزار احمد' مولانا قاری محمد افضل' مولانا انوارالحق فاضل دیوبند' مفتی بشیر احمد کشمیری' مولانا فقیر اللہ اختر اور ان کے علاوہ چناری سے کثیر تعداد میں علماء کرام شریک ہوئے۔ مقامی علماء کرام نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے بھرپور کوشش کی خصوصا مولانا محمود الحسن اشرف جو کہ خاتم النبیین مسجد کے خطیب اور مدرسہ اسلامیہ کے مہتمم بھی ہیں' انہوں نے کانفرنس کے تمام انتظامات بھی کئے اور طعام وغیرہ کا بھی احسن طریقہ سے انتظام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور سعادت دارین نصیب فرمائے۔ آمین۔

تقسیم کشمیر کا پلان قادیانیوں کا تیار کردہ ہے

پہلی تاجدار ختم نبوت کانفرنس مظفر آباد آزاد کشمیر کی رپورٹ

۱۱/مئی بروز اتوار بعد نماز مغرب جامع مسجد خاتم النبیینؐ چھتر دو میل مظفر آباد' آزاد کشمیر میں پہلی تاجدار ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے نو منتخب امیر شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب آف چناری نے کی' کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن پاک اور نعت رسول مقبول سے ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض حضرت مولانا محمود الحسن اشرف صاحب نے سر انجام دیئے۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قاری عبدالوحید قاسمی نے خطہ کشمیر اور قادیانی سازشوں کا تنقیدی جائزہ و تاریخی حوالے سے پیش کیا اور کہا کہ ۱۸۹۲ء کو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جب نواب امام دین کو گورنر کشمیر بنا کر بھیجا تو ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے باپ کو بطور مددگار کے روانہ کیا اور حکیم نورالدین کو ریاستی مشیر کے طور پر متعین کیا گیا' مگر جب خطہ کشمیر کو ایک قادیانی ریاست بنانے کی ان کی سازشیں بے نقاب ہوئیں تو ان کو نکال دیا گیا اور ان کی پہلی سازش کشمیر کی مٹی میں دفن ہو گئی۔

☆...... ۱۴/ فروری ۱۹۲۲ء کو مرزا بشیر الدین محمود نے کہا تھا کہ ہم احمدی حکومت قائم کرنے والے ہیں۔

☆...... ۲۵/ دسمبر ۱۹۳۲ء کو کہا کہ ملکی سیاست میں خلیفہ سے بہتر کوئی رہنمائی نہیں کر سکتا کیونکہ اس کے ساتھ اللہ کی نصرت اور مدد ہے۔

☆...... انہوں نے کہا کہ ہمیں تیار رہنا چاہئے کہ اللہ کی طرف سے کب حکم ہوتا ہے کہ تم دنیا کا چارج لے لو۔

☆...... آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بننے کے بعد مرزا بشیر الدین محمود نے پورے کشمیر میں قادیانی مبلغین پھیلا دیئے تھے اور شیخ عبداللہ کے ہاتھوں ان کو پیسے دیئے جاتے تھے۔

رپورٹ: قاضی احسان احمد

☆...... تحریک کشمیر' کشمیر ایسوسی ایشن کے نام سے سازشیں کرتے رہے۔

☆...... ضلع گورداسپور ان کی سازشوں سے الگ ہوا' ایک نقشہ حد بندی کمیٹی کے سامنے پیش کیا گیا کہ ہمیں مسلمانوں سے الگ شمار کیا جائے' جس کی وجہ سے یہ بھارت کے پاس چلا گیا اور وہاں سے بھارت نے کشمیر پر قبضہ کیا' اس لئے کہ کشمیر کے لئے یہ واحد زمینی راستہ ہے' اس لئے تو قادیانی مسئلہ کشمیر کے مجرم اعظم ہیں۔

☆...... کشمیر پر قبضہ کرنے کے لئے ۱۹۴۸ء میں فوج میں قادیانیوں پر مشتمل ایک فورس فرقان بٹالین بنائی گئی' اور بعد میں ربوہ میں ان کو تمغہ دفاع کشمیر اور کشمیر ایوارڈ دیئے گئے' بعد میں لیاقت علی خان نے اس کو توڑ دیا۔

☆...... ۴/ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو غلام نبی گلکار جو جماعت قادیانیہ کا صدر تھا' راولپنڈی ڈان ہوٹل سے صدر آزاد کشمیر کا اعلان کرتا ہے اور ۱۳ رکنی تمام کابینہ قادیانیوں پر مشتمل تھی کا اعلان کرتا ہے اور کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کے لئے کوشش کرتا ہے مگر مجاہدین کی قربانیوں اور دینی جماعتوں کی مداخلت سے ناکام ہوا۔

☆...... ۱۹۶۵ء کی جنگ میں آزاد کشمیر میں ایک اشتہار تقسیم ہوا تھا کہ "عنقریب کشمیر آزاد ہوگا' اس کی باگ ڈور احمدیت کے ہاتھوں میں ہوگی" مشرقی پاکستان کی علیحدگی ان کی سازشوں سے ہوئی۔ ارض کشمیر میں انڈین آرمی کے ساتھ یہ ظلم میں برابر کے شریک ہیں۔

گزشتہ دنوں بشیر الدین سے قادیانی اعجاز منصور کی اسلام آباد اور مظفر آباد میں طویل ملاقاتیں بھی ایک قادیانی سازش تھی۔ کوٹلی' میر پور ڈویژن میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ارتدادی

سرگرمیاں اور قادیانیوں کی مشترکہ سازشیں' اس کی نشاندہی کرتی ہیں کہ قادیانیوں کے نزدیک کشمیر سے ان کے مذہبی عقائد کا وابستہ ہیں کہ مسیح اول وہاں محلہ خان یار سری نگر میں دفن ہے اور غلام احمد کے ۸۰ ہزار مرید وہاں موجود ہیں' جس ملک میں مسیح اول دفن ہو اور دونوں مسیحوں کا دخل ہو تو اس ملک کی فرماں روائی کا حق صرف قادیانیوں کے نزدیک صرف انہیں حاصل ہے۔

قادیانیوں کی ان سازشوں کے پیش نظر ۲۹/ اپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر اسمبلی نے ان کو غیر مسلم قرار دے کر ان کی تبلیغ پر پابندی عائد کرنے کا اعلان کیا اور صدر صاحب نے ۱۹۸۴ء کو صدارتی آرڈی نینس کے ذریعہ مزید ان پر پابندیاں لگائی مگر عمل ابھی تک نہیں ہوا اور دن بدن قادیانی کشمیر کے لئے سازشوں میں مصروف ہیں' تقسیم کشمیر کا پلان بھی قادیانیوں اور آغا خانیوں کا ہے مگر وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مفتی محمود الحسن نے قادیانیوں کی اسلام دشمنی سے پردہ اٹھایا اور قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی کوئی مذہبی گروہ نہیں ہے' یہ انگریزوں کا خودکاشتہ پودا ہے اور نبی اکرم ﷺ کے دشمنوں کا ٹولہ ہے' انہوں نے خصوصاً نوجوانوں سے گزارش کی کہ وہ قادیانیوں کے خلاف گلی کوچے میں جہاد کریں اور ان کا ہر قسم کا مقابلہ کریں۔ مفتی خالد میر مرکزی مبلغ کشمیر نے قراردادیں پاس کرائیں' جس میں مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کی تمام سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور آزاد کشمیر کے تمام کلیدی عہدوں سے ان کو فوراً برطرف کیا جائے اور وادی لیپہ آٹھ مقام اور دوسرے علاقوں کے تمام متاثرین کے لئے حکومتی سطح پر ان کی مدد کی جائے' زمینیں الاٹ کی جائیں' آزاد کشمیر خصوصاً ڈسٹرکٹ ہسپتال کوٹلی میں روزنامہ الفضل پر پابندی لگائی جائے' آزاد کشمیر میں قادیانی مربی' عیسائی پادری' سنگھ خالصہ پر پابندی لگائی جائے اور سکھوں کی سرگرمیوں پر بھی فوراً پابندی لگائی جائے اور ان کو گرفتار کیا جائے ورنہ حالات خراب ہو سکتے ہیں۔ کشمیر' فلسطین اور دوسرے تمام مظلوم مسلمانوں کی حمایت کا اعلان کیا جائے' آزاد کشمیر شریعت کورٹ میں جید علماء کرام کو متعین کیا جائے' سپریم کورٹ میں شریعت اپلیٹ بینچ قائم کیا جائے' قاضیوں کو ججوں کے مساوی مراعات دی جائیں' قاضیوں کے لئے ایل ایل بی کی شرط واپس لی جائے' عالمی بینک کے قرضوں کے حصول کے لئے محکمہ قضاء میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ ڈپٹی سیکریٹری جنرل حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تفصیلاً قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انگریز نے ان کو جہاد کے منسوخ ہونے کے لئے پیدا کیا تھا اور قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ جہاد حرام ہے۔ جب ان کا عقیدہ جہاد کی حرمت پر ہے تو پھر ان کو فوج میں اہم عہدوں پر فائز کرنا یہ ملک وقوم کے ساتھ غداری کے مترادف ہے' لہٰذا فوج سے تمام قادیانیوں کو فی الفور برطرف کیا جائے اور جہاد کی فرضیت پر ایمان رکھنے والے مسلمانوں کو فوج کے اہم عہدوں پر فائز کیا جائے۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے عالمانہ انداز میں عقلی اور نقلی دلائل سے قادیانیوں کے کفر کو تشت از بام کیا اور کہا کہ قادیانی کوئی مذہبی گروہ نہیں ہے' یہ انگریزوں کے جاسوسوں کا گروہ ہے' یہ نبی کے دشمنوں کا نام ہے' سب سے اتحاد حتیٰ کہ سانپ بچھو سے اتحاد وصلح ہو سکتی ہے مگر نبی کے دشمنوں سے صلح نہیں ہو سکتی' انہوں نے قادیانیوں کو چیلنج کیا کہ جو دلائل اور حوالہ جات بیان کئے گئے ہیں' دنیا کا کوئی قادیانی اس کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ ہی ان حوالہ جات کو جھوٹا ثابت کر سکتا ہے۔ انہوں نے پوری دنیا کے قادیانیوں کو توبہ کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ نبی کے پاک دامن سے وابستہ ہو جاؤ اور قادیانیوں کے کفر اور نبی دشمنی پر مشتمل عقائد سے توبہ کرو' تمہارے لئے یہ وقت ہے ورنہ مرزا طاہر ملعون کی طرح مردار ہو جاؤ گے' ابھی بھی وقت ہے کہ اسلام قبول کرلو۔ انہوں نے کہا کہ خطۂ کشمیر وہ خطہ ہے جس نے علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسا فرد پیدا کیا جو تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے مشن کے گویا نگران تھے' انہوں نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے وہ کام سرانجام دیئے جو اور کوئی اس وقت نہیں دے سکتا تھا' انہوں نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اکابر علماء کرام کی ایک فوج تیار کی تھی' جنہوں نے ہر جگہ ہر دور میں اس خطرناک فتنہ کا مقابلہ کیا اور ابھی تک جاری ہے اور انہوں نے کہا تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ ایک بھی قادیانی پوری روئے زمین میں تلاش کرنے سے بھی نہیں ملے گا۔ انشاء اللہ وہ وقت آنے والا ہے۔ قادیانی پھیلے نہیں بلکہ سکڑتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کشمیری علماء کرام کو ان کی ذمہ

داریوں کا احساس دلاتے ہوئے کہا کہ تم علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے علاقہ کے لوگ ہو' سب سے پہلے آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا' یہ بڑا اعزاز ہے مگر جب ہم نے اپنا کام چھوڑ دیا تو اس وقت کوٹلی میر پور اور مظفر آباد میں اور دوسرے علاقوں میں قادیانیوں کی سرگرمیاں حد سے تجاوز کر چکی ہیں' ان کے سد باب کے لئے ہمیں بھرپور کوشش کرنی ہوگی۔ تاجدار ختم نبوت کانفرنس میں علامہ مسعود صاحب مدظلہ نے بھرپور تائید کرتے ہوئے اعلان کیا کہ علماً کرام کے اتفاق سے اور حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خواہش سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے امیر کے لئے شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد الیاس آف چناری کو منتخب کرلیا گیا ہے' اس پر تمام علماً کرام اور تمام حاضرین نے اس کی بھرپور تائید کی' اور آخر میں نو منتخب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر حضرت مولانا محمد الیاس نے جو کانفرنس کی صدارت بھی فرمارہے تھے' آخری خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ نبوت کے لئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے: ایک نبوت کی صلاحیت' دوسرا زمانہ نبوت۔ حضرت عمرؓ کے اندر نبوت کی صلاحیت تھی جس کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے۔ صلاحیت تھی مگر زمانہ نبوت آپ ؐ کی تشریف آوری سے ختم ہوگیا ہے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے علاوہ جتنے بھی جھوٹے مدعیانِ نبوت اس دنیا میں آئے' سب کے سب بدمعاش' بدکردار اور گندے

باقی صفحہ 8 پر

ہمارے دم قدم سے ہے خیابانوں میں رعنائی

جانباز مرزا

ہمارا دم غنیمت ہے کہ تم نے زندگی پائی
ہمارے خون کا صدقہ گلستاں میں بہار آئی
بہائیں گے لہو اپنا ہم آزادی کی راہوں میں
خدا شاہد ہے ہم نے دار پر چڑھ کر قسم کھائی
اسی خاطر زمانے کا چلن نالاں رہا ہم سے
کہ ہم سے ہو نہیں سکتی زمانے کی پذیرائی
خداوندانِ لندن اس لئے روٹھے رہے ہم سے
درِ باطل پہ ہم سے ہو نہیں سکتی جبہ سائی
فقیروں میں رہے ہیں اور فقیرانہ گزاری ہے
قدم لیتی رہی گرچہ زمانے کی شہنشاہی
ہمارے راستہ میں قفس کی یہ تتلیاں کیا ہیں
جہاں دار و رسن ہیں ہم اسی منزل کے ہیں راہی
ہمیں جانباز رونق ہیں تمہارے آستانے کی
ہمارے دم قدم سے ہے خیابانوں میں رعنائی

A Product of Tasty Supari
Tasty
کنول
میٹھا پان مصالحہ
ٹیسٹی کا Taste سب کی پسند
Hajiani Products

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

اصلاح خواتین

عورتوں کی تمام خرابیوں کی اصل (جڑ اور بنیاد) ایک ہی امر ہے' اگر اس کی اصلاح ہو جائے تو سب باتوں کی اصلاح ہو جائے۔ وہ یہ کہ آج کل بے فکری ہو گئی ہے' اگر ہر امر میں دین کا خیال رکھا جائے کہ یہ کام جو ہم کرتے ہیں' دین کے موافق ہے یا نہیں؟ تو انشاء اللہ چند روز میں اصلاح ہو جائے گی۔

اصلاح کا طریقہ غور سے سننا اور سمجھنا چاہئے......اور اصلاح کا طریقہ علم وعمل سے مرکب ہے' اور علم یہی نہیں ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ لیا یا تفسیر پڑھ لی یا نور نامہ یا وفات نامہ پڑھ لیا' بلکہ کتاب وہ پڑھو جس میں تمام امراض کا بیان ہو' یہ تو علم کا بیان ہوا۔

اور عمل (دو ہیں) ایک تو یہ کہ زبان روک لو' تمہاری زبان بہت چلتی ہے' تم کو کوئی برا کہے یا بھلا کہے تو ہرگز مت بولو۔ اس طرح کرنے سے حسد وغیرہ سب جاتے رہیں گے' اور جب زبان روک لی جائے گی تو امراض کے مبانی ومناشی (اسباب) بھی جاتے رہیں گے' ضعیف اور مضمحل ہو جائیں گے۔

دوسرا کام یہ کہ ایک وقت مقرر کرکے یہ سوچا کرو کہ دنیا کیا چیز ہے؟ اور یہ دنیا چھوٹ جانے والی ہے اور موت کے بعد جو امور پیش آنے والے ہیں' جیسے قبر اور منکر نکیر کا سوال اور اس کے بعد قبر سے اٹھنا اور حساب وکتاب اور پل صراط کا چلنا' سب کو تفصیل کے ساتھ روزانہ سوچا کرو' اس سے حب جاہ' حب مال' تکبر' حرص' غیبت حسد وغیرہ سب امراض جاتے رہیں گے۔

غرض علاج کا حاصل دو جزو ہیں: ایک علمی' دوسرا عملی۔ علمی کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کے بعد ایسی کتاب پڑھو جس میں احکام فقہیہ (مسائل) کے ساتھ دل کے امراض مثلاً حسد' تکبر' وغیرہ کا بھی بیان ہو۔ کم سے کم بہشتی زیور ہی کے دس حصے پڑھ لو۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

اور عملی جزو کا حاصل دو چیزیں ہیں: کف لسان (یعنی زبان کو روکنا اور موت کا مراقبہ) لیکن طوطے کی طرح بہشتی زیور کے الفاظ خود پڑھ لینے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا' بلکہ یہ ضروری ہے کہ کسی عالم سے سبقاً سبقاً (تھوڑا تھوڑا) پڑھے اگر گھر میں عالم موجود ہو' ورنہ گھر کے مردوں سے درخواست کرو کہ وہ کسی عالم سے پڑھ کر تم کو پڑھا دیا کریں۔

مگر پڑھ کر بند کرکے مت رکھو۔ بلکہ ایک وقت مقرر کرکے ہمیشہ اس کو خود بھی پڑھتی رہنا اور دوسروں کو بھی سناتی رہنا' میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس طریقہ سے انشاء اللہ بہت جلد اصلاح ہو جائے گی۔

عورتوں کی مکمل اصلاح کا خاکہ:

عورتیں کامل ہو سکتی ہیں اور ان کے کمال کا طریقہ یہی ہے کہ اول تو وہ کتابیں دیکھیں جن میں مسائل اور شرعی احکام کا ذکر ہے' ان کو دیکھ کر ہر عمل کے کامل کرنے کا طریقہ معلوم کریں' اور جن اعمال میں کوتاہی ہو رہی ہے' اس کی اصلاح کریں' یہ تو اصل طریقہ ہے۔

اور اس میں آسانی پیدا کرنے کے لئے یہ طریقہ ہے کہ اگر کوئی کامل مرد اپنے محارم میں مل جائے (جن سے پردہ نہیں) تو اس کی صحبت سے فائدہ اٹھائیں' اس سے اپنے اخلاق وعادات کی اصلاح کا طریقہ پوچھ کر دل کی اصلاح کریں۔

اور اگر کوئی مرد ایسا نہ ملے تو کسی کاملہ (عورت) کی صحبت میں رہیں۔

اور اگر کوئی کاملہ بھی نہ ملے تو اپنے گھر کے مردوں کی اطلاع اور اجازت سے کسی دوسرے بزرگ سے بذریعہ خط وکتابت اپنی اصلاح کا تعلق رکھیں اور اس کو اپنے حالات کی خبر دیتی رہیں' جو کچھ وہ لکھے' اس پر عمل کریں اور اپنے گھر ہی میں

رہیں' اور اس کے پاس جانے کی زحمت نہ اٹھائیں۔

ہاں اپنے گھر پر بزرگوں کے قصے اور ان کے حالات اور ملفوظات اور ان کی تصانیف کا مطالعہ جاری رکھیں' اس سے بھی وہی نفع ہوگا جو پاس رہنے سے ہوا کرتا ہے' اور اگر مردوں میں سے کسی کو بزرگوں کے پاس جانے کی فرصت نہ ہو' وہ بھی اس طریقہ پر عمل کریں' انشاء اللہ اس طرح ان کا بھی دین کامل ہوجائے گا۔ (اکمال فی الدین ص:۱۳۰)

یہ صورت تو عورتوں کی اصلاح کی آج کل نہیں ہوسکتی کہ وہ آپس میں ہم جنس (یعنی عورت سے) فیض حاصل کیا کریں۔ اب تو دو ہی صورتیں ہیں: ایک یہ کہ جن عورتوں کے محارم (قریبی رشتہ داروں) میں سے کوئی کامل ہو' وہ اس سے فیض حاصل کرے' جس کا شوہر کامل ہو' وہ اپنے شوہر سے فیض حاصل کرے' مگر اس میں مشکل یہ ہے کہ شوہر تو بعض جگہ غلام ہوتا ہے' ورنہ برابر کا دوست تو ہے ہی' شوہر کی تعظیم وتکریم عورتیں اس درجہ نہیں کرتیں جتنی مربی (پیر) کی تعظیم ہونی چاہئے اور اس کے بغیر فائدہ نہیں ہوسکتا۔

دوسرے بیوی کو شوہر سے ویسا اعتقاد بھی نہیں ہوتا جیسا دوسروں سے اعتقاد ہوتا ہے' گو اپنا شوہر کتنا ہی بڑا کامل ہو...... ایسی صورت میں اگر عورتیں اپنے شوہر سے بھی فیض حاصل نہ کرسکیں اور اپنے محارم (قریبی رشتہ دار جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہوتا ہے) ان میں بھی کوئی کامل نہ ہو تو اب دوسری صورت یہ ہے کہ بزرگوں کی کتابیں اور ان کے ملفوظات و مواعظ کا مطالعہ کیا جائے۔

بزرگوں کی تصانیف اور ان کے ملفوظات میں بھی وہی اثر ہوتا ہے جو ان کی صحبت میں ہوتا ہے......

جب پھولوں کا موسم چلا جائے تو اب اس کی خوشبو گلاب سے حاصل کرنی چاہئے' گلاب میں بھی پھول کی خوشبو مل سکتی ہے۔ اسی طرح آفتاب چھپ جائے تو اب چراغ سے روشنی حاصل کرنی چاہئے۔

اہل اللہ کے کلام میں نور ہوتا ہے' اس کا اثر ہوتا ہے۔ (اکمال فی الدین ص:۱۱۸)

بزرگوں کے کلام میں نور ہوتا ہے اور تجربہ و مشاہدہ سے یہ بات ثابت ہے کہ بزرگوں کی تصانیف (کتابوں) سے بھی قریب قریب وہی فائدہ ہوتا ہے جو ان کے ساتھ رہنے سے ہوتا ہے' گو بالکل اس کے برابر نہ ہو مگر اس کے قریب ضرور ہوگا' تو اگر عورتوں کو بزرگوں کی صحبت میسر نہ آسکے تو ان کے ملفوظات اور احوال موجود ہیں' ان کو دیکھتی رہا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور کمال حاصل ہوگا۔

الحمدللہ! اس سوال کا جواب ہر پہلو سے مکمل ہوگیا کہ عورتوں کے لئے معیت صادقین (یعنی سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے) کی کیا صورت ہوگی؟

خلاصہ یہ کہ جن کے محارم میں کوئی کامل نہ ہو وہ اس کی تلاش کریں کہ کوئی عورت کامل فی الحال ملے تو اس کی صحبت سے فائدہ اٹھائیں' اور جس کو دونوں باتیں میسر نہ ہوں' وہ بزرگوں کے کلام اور ملفوظات اور قصے اور حالات کا مطالعہ کریں۔

بس اب عورتوں کے لئے بھی میں نے کمال دین حاصل کرنے کا آسان طریقہ بتادیا۔ آگے ان کی ہمت ہے' عمل کریں یا نہ کریں۔ (اکمال فی الدین النساء ص:۱۲۱ ملحقہ حقوق الزوجین ص۱۲۲)

☆☆..............☆☆

دعائے صحت کی اپیل

ڈیرہ غازی خان (نمائندہ خصوصی)

مولانا عبدالعزیز لاشاری ضلعی ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ غازی خان کی اطلاع کے مطابق ضلع ڈیرہ غازی خان کی مشہور شخصیت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب (عرف گل کدو) عرصہ دراز سے علیل ہیں۔ مولانا' امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ پورے ضلع میں جماعت کی پہچان ہیں۔ مولانا نے اپنی زندگی میں عقیدۂ ختم نبوت کے لئے بارہا قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ وڈیروں/سرداروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کرتے ہیں۔ تمام جماعتی احباب سے اپیل ہے کہ مولانا کے لئے دعائے صحت کا اہتمام کریں۔

اظہار تعزیت

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ژوب بلوچستان کے امیر حاجی شیخ غلام حیدر کے بھائی شیخ غلام شاہ گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے انتقال کرگئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اکابرین' مبلغین اور کارکنان ژوب کے امیر حاجی شیخ غلام حیدر سے دلی اظہار تعزیت کرتے ہیں اور ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے خاندان کو صبر جمیل کے ساتھ یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔

آزادیٔ اظہارِ رائے

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

ان تمام حقوق کے ساتھ جو انسانوں کے انسانوں پر رکھے گئے ہیں' ایک بڑا حق آزادیٔ رائے وآزادیٔ اظہارِ خیال کا ہے' جس کو نہ صرف اسلام نے باقی رکھا بلکہ دوسروں پر زور زبردستی اور اجبر واکراہ کو پسند بھی نہیں کیا' البتہ احقاقِ حق وابطالِ باطل کے لئے تبلیغ وتعلیم اور دوسری کوششوں اور مناسب ذرائع اختیار کرنے کو کہا تاکہ صحیح بات دوسروں تک پہنچ جائے' ماننے یا نہ ماننے کا اختیار اسی کے لئے باقی رکھا جائے' دوسرے کو اپنی رائے کا تابع بنانے کے زبردستی کرنا' یہ اس انسانی حق کی پامالی ہے' خالقِ کائنات اللہ تبارک وتعالیٰ ہے' جسے سب سے زیادہ بری بات کفر وشرک لگتی ہے اور جسے سب سے زیادہ پسند توحید ہے جو کہ دین کا اصل ہے' اور دین وہ طریقہ ہے جو اللہ کو سب سے زیادہ عزیز ہے اور دین کے متعلق یہ بات اللہ عزوجل نے قرآن حکیم میں صاف کردی کہ "ان الدین عند اللہ الاسلام" کہ دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے' وہ چاہتا تو سارے ہی انسانوں کو اس کا تابع کردیتا اور دین کی تعلیمات ماننے پر مجبور کرتا' کس کی مجال تھی کہ وہ سر بھی اٹھاتا؟ یا ایک لفظ بھی زبان سے نکالتا؟ کہ سب کچھ ایک اللہ کے ہی قبضہ قدرت میں ہے' لیکن اس ذات عالی نے خیر وشر کو اپنی مخلوق کے لئے واضح کرکے اپنی پسند وناپسند بتادی اور یہ واضح کردیا کہ ایک کا نتیجہ جنت ہے اور ایک کا انجام جہنم ہے اور جب جب خیر وشر کی تمیز میں انسان دشواری میں پڑنے لگے تو اللہ عزوجل نے اس فرق کو واضح کرنے کے لئے نبی ورسول بھیجے اور جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ورسالت کا اختتام ہوگیا تو ان کی امت کو اس عظیم کام کے لئے کھڑا کیا' اور ان میں برابر ربانی علما' مصلحین اور ہر زمانہ میں مجدد پیدا کرتا رہا' جس کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے اور تا قیام قیامت جاری رہے گا' ان پر یہ بار تبلیغ ودعوت ڈالا

مولانا محمود حسن حسنی ندوی

گیا' لیکن یہ بات صریح طور پر بیان کردی گئی ہے کہ "لا اکراہ فی الدین" (دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے) یہ بات غور کرنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے اختیار میں سب کچھ ہے اور یہ سب کچھ اسی کا بنایا ہوا اور پیدا کیا ہوا ہے' وہی خالق حقیقی اور صانع حقیقی ہے' وہ فرماچکا ہے: "الا لہ الخلق والامر" (یاد رکھو پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور نظام چلانا بھی اسی کا کام ہے) اس کے لئے دو الگ الگ ذات نہیں ہیں' وہ چاہتا تو سب ہی ایمان لے آتے اور دین اسلام کے پابند ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلھم جمیعا"
(سورۂ یونس:۹۹)

ترجمہ: اگر تیرا رب چاہتا تو یقیناً ایمان لے آتے زمین میں جتنے ہیں سارے کے سارے۔"

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

"اگر ہم چاہتے تو ہر ایک کو ہدایت پر لے آتے۔" (سورۂ سجدہ:۱۳)

تو اگر اللہ چاہتا تو بیک جنبش ایسا کردیتا اور سب کو ایک دین کا پابند کردیتا' لیکن اس نے اپنی پسند واضح کردی اور اس دین (جو کہ عقیدۂ توحید' عقیدۂ رسالت اور عقیدۂ آخرت سے مربوط ہے اور جس کا دستور قرآن حکیم ہے اور وہ طریقہ جس پر اللہ کے آخری نبی ورسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چل کر دکھلایا) پر عمل کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" (اللہ کو تم میں وہی اتنا مکرم ومعزز ہوگا جو تم میں جتنا متقی (یعنی اس کے دین میں جتنا کھرا اور جتنا اترے گا) ہوگا۔

اسی سلسلہ کی ایک دوسری بات خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ میں نظر آئے گی وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

وقت موعود قریب ہے کہ آپ اپنے اصحاب سے اب پردہ فرمانے والے ہیں‘ ذرا سوچئے کہ امت مسلمہ آپ کی ہی ذات گرامی پر جمع ہوئی ہے‘ اس کا ایک فرد آپ کے کسی بھی حکم کے آگے سر تسلیم خم کردینے والا اور آپ کے منشاء و خواہش کی تکمیل کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت مستعد ہے اور آپ اپنے صحابہ کو اس بات کے اشارے بھی دے رہے ہیں کہ یہ ایام آخری ایام ہیں اور یہ کہ اب وحی کا سلسلہ بھی ختم ہوجائے گا اور اب کوئی نبی و رسول بھی نہیں آئے گا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کی اجتماعیت کی بقا اور اتحاد و اتفاق کے قائم رہنے کی فکر بڑی رہی اور اس لئے امارت و اجتماعیت کی اہمیت و ضرورت کو بار بار موکد فرماتے رہے کہ اس کے بغیر نہ امت صحیح حالت پر قائم رہ پائے گی اور نہ دین صحیح طور پر محفوظ رہ سکے گا‘ ان سب کے باوجود کہ لوگوں کو اس بات کا انتظار بھی تھا کہ کون آپ کے بعد نیابت کے فرائض انجام دیتا ہے اور اجتماعیت برقرار رکھنے کا تقاضا بھی تھا کہ منصب امامت و خلافت کے لئے آپ خود کسی ایک کو نامزد کردیں اور اپنی امت کی اس کیفیت و مزاج کو دیکھتے ہوئے بھی جو امت کا اپنے پیارے نبی اور پیغمبر کے ساتھ تھا اور اس حالت کو خوب سمجھتے ہوئے بھی کہ آپ سے زیادہ کون ذہین و طباع ہوگا‘ امت کے کسی فرد کو اپنے بعد پوری امت کے لئے بڑا اور امیر بنا کر نامزد نہیں فرمایا اور امت کے کسی بھی شخص کو کسی ایک کے لئے مجبور نہیں کیا اور آزادی رائے کے حق کو باقی و برقرار رکھا‘ تا آنکہ سانحہ عظیم پیش آگیا‘ تو امت کے برگزیدہ افراد (اکابر صحابہؓ) سانحہ عظیم کے عظیم ترین صدمہ کے باوجود کہ امت کو اب بھی ایسا صدمہ پیش نہیں آتا ہے‘ اس مسئلہ کی اہمیت و نزاکت کے پیش نظر کہ جس میں ذرا سی تاخیر بڑے فتنوں کے خطرات اور انتشار کا سبب بن سکتی تھی‘ سقیفہ بنوساعدہ (مدینہ منورہ) میں جمع ہوئے‘ اس مسئلہ خلافت و امارت کو تجہیز و تکفین کے مسئلہ پر مقدم رکھا‘ اس وقت بھی مہاجر و انصار صحابہؓ نے زور زبردستی کے طریقہ سے‘ جسے آمرانہ طرز کہا جاتا ہے‘ بالکلیہ گریز کیا‘ اور لوگوں کو اپنی رائے دینے کا پورا حق دیا‘ چنانچہ یہ آراء سامنے آئیں کہ خلیفہ انصار کا ہو‘ اور یہ کہ اہل بیت نبوی کا ہو‘ اور یہ کہ فلاں ہو‘ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنہیں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق غار ہونے کا شرف حاصل تھا‘ کے اوپر پہلے اکثریت نے اور پھر ساری امت نے اتفاق کرلیا کہ وہ خلیفہ رسول اللہ اور امیر المومنین ہوں گے۔

پھر انہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو پہلا خطبہ اس عظیم ذمہ داری کو قبول کرنے کے بعد دیا‘ اس میں بھی بڑا سامان نصیحت ہے‘ انہوں نے فرمایا:

”مجھے تم نے امیر بنایا حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں‘ اگر سیدھے راستہ پر چلوں تو میری مدد کرنا‘ اگر غلطی کروں تو میری اصلاح کرنا‘ تم میں سے جو کمزور ہے وہ مجھ سے قوی ہے‘ یہاں تک کہ اس کا حق دلوادوں اور تم میں سے جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے‘ یہاں تک کہ اس سے حق دار کا حق نہ دلوادوں‘ میں جب تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں تو تم بھی میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت باقی نہیں۔“

اس ضمن میں ایک بڑی اہمیت کا حامل واقعہ پیش کیا جاتا ہے جو کہ عہد رسالت اور عہد صحابہ کے بعد کا ہے‘ جس کے بڑے دور رس اثرات اس کے بعد کی تاریخ پر مرتب ہوئے‘ محدث کبیر مولانا محمد عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اس تفصیل سے بیان کیا ہے:

”خلیفہ منصور عباسی نے امام مالک سے ان کی کتاب ”موطا“ کے بارے میں کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں آپ کی اس کتاب کے متعلق حکم دوں کہ اس کی نقلیں لی جائیں اور مسلمانوں کے پاس ہر شہر میں اس کا ایک ایک نسخہ بھیج دیا جائے اور یہ فرمان جاری کردوں کہ وہ اسی کے مطابق عمل درآمد کریں اور اس سے تجاوز نہ کریں‘ اس پر امام مالک نے کہا کہ اے امیر المومنین! ایسا نہ کیجئے کیونکہ لوگوں کے پاس پہلے اقوال پہنچ چکے ہیں‘ انہوں نے بھی حدیثیں سنی ہیں اور ان کو روایت کیا ہے‘ آپ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے اور ہر اقلیم والوں نے جو کچھ اپنے لئے پسند کررکھا ہے‘ اس کو رہنے دیجئے۔“

یہ ہے غایت درجہ کا انصاف اور آزادی رائے کے حق کو لوگوں کے لئے باقی رکھنے کی اعلیٰ مثال کہ خلیفہ وقت جس کے زیر سلطنت دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ ہے‘ اس سے اپنے وقت کا امام نہایت تواضع کے ساتھ اور دوسروں کے حقوق کی رعایت میں‘ جس میں مزاج و طبیعت اور ماحول و حالت کے فرق کے ساتھ

حقوق مختلف پائے جاتے ہیں اور اس میں اہل علم و فضل کے حقوق بھی شامل ہیں' معذرت کر دیتے ہیں۔

یہ تاریخ اسلامی کا بڑا نازک موڑ تھا' اگر اس وقت امام مالکؒ یہ فیصلہ دے دیتے تو یہ انسانیت کے لئے بڑا دشوار گزار وقت ہوتا' اور سب کو ایک مسلک کا پابند ہونا پڑتا' حالات و مناطق کے اختلاف اور زمانہ کے تغیرات کی صورت حال کی وجہ سے شدید دشواریاں اور مشکلات پیش آسکتی تھیں' بلکہ زندگی دوبھر ہو جاتی اور اس سکون و رحمت سے محروم ہونا پڑتا جو آج اختلاف مسالک کی بنا پر دنیا کے مختلف گوشوں میں نظام زندگی کے فرق کی وجہ سے لوگوں کو حاصل ہے' اس نکتہ کو امام مالک نے سمجھا تھا' انہیں تمام لوگوں کی بھی خواہی عزیز تھی اور ان کے اندر نام و نمود کی ذرا فکر اور اپنی فکر و رائے کے غالب کرنے کا ذرا بھی جذبہ موجزن نہ تھا' ضرور یہ حدیث بھی ان کے پیش نظر رہی ہوگی: "اختلاف امتی رحمۃ".

اسلام جو کہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے' اس نے انسانیت کو ہر طرح کی غلامی سے نجات دلائی' سچ اور حق بات کہنے کی' چاہے وہ کسی کے خلاف جاری ہو' بار بار تاکید کی اور افضل ترین جہاد اس حق بات کو قرار دیا جو ظالم حاکم کے سامنے کی جائے' اسلامی تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے' خلافت راشدہ کے دور پر نظر ڈالی جائے' یا بعد کے حالات کا جائزہ لیا جائے' ہمیں جا بجا اس کی مثالیں ملیں گی' جنگ بدر کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالنے کی بات فرمائی' صحابی رسول حضرت خبابؓ نے پوچھا کہ کیا یہ اللہ کا حکم ہے یا آپ کی ذاتی رائے ہے؟ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہ میری ذاتی رائے ہے' پھر حضرت خبابؓ نے ایک دوسری رائے پیش کی' جس کو آنحضرت ﷺ نے زیادہ بہتر اور مفید سمجھا' اور اس رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دی' آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں کہ آپؐ کے پیروکاروں نے ایک الگ رائے دی اور ان کی رائے کو سرکار دو عالم ﷺ نے اہمیت و فوقیت دی' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تو ایسے بہت سے واقعات اور خود حضرت عمرؓ کے ساتھ دوسروں کے واقعات کثرت سے ملتے ہیں' اور اسی طرح حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں جمع قرآن' کتابت حدیث اور تدوین علوم اور غزوات و معرکوں میں ایسی بڑی مثالیں نظر آتی ہیں' اور یہ ایسا انسانی حق تھا جو کبھی دبنے نہ دیا گیا' اگر ظالم لوگوں نے ایسا کرنا چاہا تو اہل علم و فضل سامنے آگئے اور انہوں نے اس راستہ میں بڑی قربانیاں دیں' امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) جنہیں عہدہ قضاء حاکم وقت کی جانب سے پیش کیا گیا مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور انہوں نے حکومت کے تابع بن کر اظہار رائے پر آزادانہ اظہار رائے کو ترجیح دی' جس کے نتیجہ میں انہیں قید و بند کی صعوبتیں اٹھانا پڑیں لیکن اس انسانی حق کو بقا اور دوام حاصل ہو گیا' امام احمد بن حنبلؒ کے سامنے خلیفہ وقت نے اپنی رائے کو طاقت کے زور پر اور سطوت کے غرور کے ساتھ رکھا لیکن انہوں نے اپنی رائے سے سر مو انحراف نہیں کیا' جس کے نتیجہ میں ان کو ایسے شدید کوڑے لگائے گئے کہ اگر وہ ہاتھی کو لگائے جاتے تو وہ بھی چنگھاڑتا' اس نے ان پر ایسے زخم چھوڑے جو انہیں برسوں ایسی تکلیف دیتے رہے جیسی انہیں کوڑے لگتے وقت بھی نہیں ہوتی تھی' لیکن ان کی استقامت نے ان کی رائے کو حق بجانب ٹھہرا دیا اور امت ایک بڑی آزمائش سے ایک فرد کی استقامت کے باعث نکل آئی' امام شافعیؒ کہ جن کی فقہ و آراء کو آج بارہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی بڑی مقبولیت و عمومیت حاصل ہے' ان کی سیرت میں بھی اس استقامت و بے باکی کی بڑی نظیریں ملتی ہیں' بعد کے لوگوں میں امام ابن تیمیہؒ شیخ احمد سرہندیؒ (مجدد الف ثانی) اپنی اپنی جگہوں اور میدانوں میں بڑے فائق اور ممتاز نظر آتے ہیں جن کے اثرات آج بھی دنیا کے چپہ چپہ میں پائے جاتے ہیں' یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے زمانہ کے دھارے کا رخ بدلا اور انسانی اقدار کو پامال ہونے سے بچایا اور یہ اپنی جگہ حقیقت ہے کہ جب اس بنیادی انسانی حق کو غصب کرنے کی کوشش کی گئی تو زمین میں انتشار و فساد برپا ہوا' اس بنیادی حق کی پاسداری بڑے بڑے فتنوں کا سد باب کرتی ہے' یہ یقیناً ایک عظیم انسانی حق ہے لیکن اس حق کی بھی حدود ہیں' انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اس اختیار کے استعمال میں ہوش و حواس باقی رکھے اور وہ اپنے خالق اور سب سے بڑے محسن کہ جس نے اس کو زندگی اور اس کی نعمتیں اور عقل و خرد اور قوت گویائی اور دوسرے مواہب و صلاحیتیں عطا کیں' کو نہ بھولے اور اس کے احسانات جو لا تعد و لا تحصیٰ ہیں' سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہو' یہ مالک کے آگے عبدیت کا تقاضا ہے اور خالق کا انسان پر حق ہے' جس نے اسے اشرف المخلوقات بنایا اور دوسری مخلوقات کے مقابلہ اسے بڑی عظیم اور امتیازی صلاحیتوں سے نوازا۔

☆☆..........☆☆

فتنوں کا سیل رواں

مفتی محمد سلمان منصور پوری

یہ دور مادی اعتبار سے ترقی کا ہے' لیکن ساتھ میں فتنوں کا بھی ایک سیل رواں ہے' جو بہا چلا آ رہا ہے۔ ایک فتنہ فرو نہیں ہوتا کہ دوسرا منہ کھولے آ کھڑا ہوتا ہے اور ہر نیا فتنہ پہلے فتنہ کے ریکارڈ توڑ دیتا ہے۔ آج پوری دنیا ''دار الفتن'' بن چکی ہے۔ جدھر نظر اٹھایئے فتنے ہی فتنے ہیں' جن سے بچنا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ہمارے آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی امت کو ان فتنوں سے آگاہ کر دیا تھا اور ان سے بچنے کی تلقین فرمائی تھی' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا:

''تعوذوا باللہ من الفتن ماظھر منھا ومابطن''۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۴۵۶)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ سے ظاہری اور پوشیدہ فتنوں سے پناہ مانگا کرو۔''

صحابہ کرامؓ نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی اور یہ دعا مانگی: ''نعوذ باللہ من الفتن ماظھر منھا ومابطن'' (ہم اللہ سے ظاہری اور پوشیدہ فتنوں سے پناہ چاہتے ہیں) اس لئے ہر مسلمان کو ہر وقت فتنے سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔

پے در پے فتنے:

راز دار نبوت' صحابی رسول سیدنا حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''فتنوں کو پے در پے لوگوں کے دلوں پر چٹائی کے تنکوں کی طرح پیش کیا جاتا ہے' پس جو دل ان فتنوں کے اثر کو قبول کر لیتا ہے' اس دل میں ایک سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے' اور جو دل ان فتنوں کا اثر قبول نہ کرے' اس میں ایک سفید نقطہ لگا دیا جاتا ہے۔'' (مسلم شریف ۱/۸۲)

ایک دوسری حدیث میں سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

''اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آنے والے فتنوں سے پہلے ہی اعمال جلدی جلدی کر لو (ان فتنوں کے زمانہ میں) آدمی کی یہ حالت ہوگی کہ صبح کے وقت مومن ہے اور شام ہوتے ہوتے کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن ہے اور صبح ہوتے ہوتے کافر ہو جائے گا اور اپنے دین کو دنیوی حقیر سامان کے بدلہ فروخت کر دے گا۔'' (مشکوٰۃ ۲/۴۶۲)

اور ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اس فتنہ کے دور میں جو شخص کم سے کم دین پر بھی عامل ہوگا' اس کے لئے ایسے ناموافق حالات پیش آئیں گے جیسے کہ کوئی شخص انگارہ یا کانٹا ہاتھ میں لئے ہوئے ہو۔ چنانچہ حدیث نبوی میں ارشاد ہے:

''اپنے دین پر کم سے کم عمل کرنے والا ایسا ہوگا' جیسا کہ کوئی شخص انگارہ ہاتھ میں لئے ہوئے ہو' یا کانٹا ہاتھ میں لئے ہوئے ہو۔'' (مجمع الزوائد ۷/۲۸۱)

ایسے پُرفتن ماحول میں انسان کو چاہئے کہ وہ جہاں تک ہو سکے اپنے کو فتنوں سے بچائے رکھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عنقریب فتنے رونما ہوں گے ان فتنوں کے زمانہ میں بیٹھنے والا کھڑے

ہوئے شخص سے اور کھڑا ہوا شخص پیدل چلنے والے سے اور پیدل چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا' جو شخص ان فتنوں کی طرف متوجہ ہوگا وہ فتنے اس کو اپنی طرف سے متوجہ کرلیں گے (ان حالات میں) جو شخص ان فتنوں سے پناہ کی جگہ پائے وہ ان سے پناہ حاصل کرلے۔" (متفق علیہ مشکوٰۃ ۲/۸۶۸)

سب سے بڑا خوش نصیب:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا میں سب سے بڑا سعادت مند وہ ہے جس کو فتنوں سے محفوظ رکھا جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"بلاشبہ نیک بخت وہ شخص ہے جس کو فتنوں سے محفوظ رکھا جائے' بے شک سعادت مند وہ شخص ہے جس کو فتنوں سے بچایا جائے' بے شک خوش بخت وہ ہے جس کی فتنوں سے حفاظت کرلی جائے اور جو شخص فتنوں میں مبتلا ہوجائے اور وہ صبر کرلے تو اس کے کیا کہنے۔" (ابوداؤد حدیث:۴۲۶۳' مشکوٰۃ ۲/۴۶۳)

فتنہ اٹھانے والا شخص ملعون ہے:

احادیث شریفہ میں اس شخص کی سخت مذمت وارد ہوئی ہے جو سوئے ہوئے فتنہ کو جگادے یعنی جس کی ناعاقبت اندیشی اور غلط حکمت عملی سے سویا ہوا فتنہ جاگ جائے اور اس کی بنا پر لوگ آزمائش میں مبتلا ہوجائیں' وہ شخص قابل لعنت ہے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

"فتنہ سو رہا ہے' جو شخص اس کو جگادے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔" (رواہ عن انسؓ کنز العمال ۱۱/۵۶)

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

"فتنہ بستیوں اور آبادیوں میں اپنی لگام سمیت چکر لگاتا رہتا ہے' کسی شخص کے لئے یہ بات درست نہیں ہے کہ وہ اس فتنہ کو جگائے' اس فتنہ کی لگام پکڑنے والے کے لئے بڑی تباہی ہے۔" (کتاب الفتن' نعیم بن حماد عن ابن عمرؓ ص۱۵)

فتنوں کے وقت لوگوں کی عقلیں ماری جاتی ہیں:

جب فتنے سر اٹھاتے ہیں تو بڑے بڑے دانشمندوں سے ایسی باتیں صادر ہوجاتی ہیں جو عقل وخرد سے بالکل دور ہوتی ہیں اور جن کا انجام بعد میں سوائے حسرت وافسوس اور ندامت کے کچھ نہیں ہوتا' لیکن اس وقت اتنا نقصان ہوچکا ہوتا ہے' جس کی تلافی بعد میں نہیں ہوپاتی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"(بعض مرتبہ) ایسا فتنہ رونما ہوتا ہے جس میں لوگوں کی عقلیں خراب ہوجاتی ہیں' یہاں تک کہ کوئی بھی عقلمند آدمی دکھائی نہیں دیتا۔" (الفتن' عن حذیفہ بن الیمانؓ ص۳۳)

اور مشہور صحابی حضرت ابوثعلبہ خشنیؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ لوگوں کی عقلیں ماؤف ہوجائیں گی' اور رشتہ داریوں کو قطع کیا جائے گا اور غم وفکر کی کثرت ہوجائے گی۔ (الفتن ص:۳۴)

فتنے کہاں پلتے ہیں:

عموماً فتنوں کی آبادی خفیہ سرگوشیوں سے ہوتی ہے اور چپکے چپکے فتنوں کا مواد اتنا پکا دیا جاتا ہے کہ جب وہ پھٹتا ہے تو اس کے تعفن سے ماحول بدبودار بن جاتا ہے۔ حضرت ابودرداءؓ کی روایت میں یہ الفاظ وارد ہیں:

"فتنہ سرگوشیوں سے پروان چڑھتا ہے اور اپنے پیچھے شکوے شکایت چھوڑ جاتا ہے' لہٰذا جب فتنہ گرم ہو تو اسے مزید مت دہکاؤ اور جب وہ سامنے آئے تو اس سے مڈبھیڑ نہ کرو۔" (کنز العمال ۱۱/۸۳)

ہر طرف فتنے:

افسوس ہے کہ آج ہر طرف فتنوں کا دور دورہ ہے' عقائد کے اعتبار سے فتنوں کی ایک لمبی فہرست ہے' باطل فرقے اپنے تمام اسباب و وسائل امت کو گمراہ کرنے میں استعمال کررہے ہیں اور باطل کی ملمع سازیاں اس قدر فتنہ انگیز ہیں کہ بہت سے ناواقف لوگوں کے لئے حق اور باطل میں امتیاز مشکل ہورہا ہے۔

اسی طرح معاصی اور منکرات کے فتنے بھی روزافزوں ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد' فرمایا کہ: "میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔" (مصنف ابن ابی شیبہ عن اسامۃ بن زید ۷/۴۶۶) کی صداقت کھل کر سامنے آرہی ہے' جدھر نظر ڈالئے عریانیت اور فحاشی کے مناظر سامنے آجاتے ہیں' انسان لذتوں میں اتنا مدہوش ہے کہ

اسے اپنی انسانیت کا پتہ نہیں رہا اور اخلاق و اوصاف کے اعتبار سے جانوروں کی صف میں داخل ہوگیا ہے۔

اسی طرح گھریلو فتنے بھی کم نہیں ہیں' میاں بیوی کے جھگڑے' ساس بہو اور نندوں میں اختلافات' اسی طرح ماں' باپ اور اولاد کے درمیان ناچاقیاں اور ایک دوسرے کی حق تلفیاں عام ہیں' جس کی وجہ سے گھر کا سکون تباہ ہوتا جارہا ہے' یہی حال رشتہ داریوں کی ناقدری کا ہے' آج بھائی بھائی میں بگاڑ ہے' دوسرے سے دوستی اور محبت اور اپنوں سے نفرت اور اعراض فیشن بن چکا ہے' کوئی شخص اپنی انا چھوڑنے کے لئے تیار نہیں اور ذرا ذرا سی باتوں کو بنیاد بنا کر دیرینہ تعلقات کا خون کردینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا۔

اداروں میں فتنے:

بالخصوص اجتماعی زندگی آج سخت فتنوں سے دوچار ہے' دنیوی اداروں کا تو کہنا ہی کیا' دینی جماعتیں اور ادارے بھی اندرونی طور پر سخت رسہ کشی کا شکار ہیں' ارباب اقتدار اپنے اقتدار کے نشہ میں ماتحتوں کے ساتھ ایسا "ذلت آمیز رویہ" اختیار کرتے ہیں جس سے لوگوں کے دل ٹوٹ جاتے ہیں اور قلوب میں نفرت کے جراثیم پروان چڑھنے لگتے ہیں' اور ارباب اقتدار ان نزاکتوں کا احساس نہیں کرپاتے' تاآنکہ پانی سر سے اونچا ہوجاتا ہے اور پھر فتنہ سنبھالے نہیں سنبھلتا۔ اسی طرح جب اداروں میں کوئی شخص اصول اور دستور سے بالاتر ہوکر کام کرتا ہے تو اس سے بھی نت نئے فتنے جنم لیتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی بھی شخصیت ادارہ سے بالاتر نہیں ہوسکتی' ادارہ بہرحال مقدم ہے' اگر کسی ادارہ میں ادارہ پر شخصیت کو فوقیت دی جائے گی تو وہ ادارہ سمٹ کر رہ جائے گا اور فتنوں کی آماجگاہ بن جائے گا۔

اسی طرح جس ادارہ کے کام کرنے والے خدام آپس میں پُراعتمادی اور ربط کے ساتھ کام نہیں کریں گے اور ہر شخص اپنے کو مستقل سمجھے گا تو بھی ادارہ فتنوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا' پرسکون اجتماعی زندگی کے لئے دوسروں کے ساتھ عزت و تکریم' وسعت ظرفی اور خوش خلقی کا برتاؤ ضروری ہے۔ ہر انسان خواہ چھوٹا ہو یا بڑا' اپنی ایک عزت نفس رکھتا ہے' اسی طرح ہر عہدہ کی اپنی ایک منزلت ہوتی ہے' اس پر کوئی عمر میں چھوٹا شخص بھی اگر متمکن ہوجائے تو اس کے عہدہ کی وجہ سے اس کے ساتھ باعزت انداز میں برتاؤ کیا جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ: "لوگوں کے ساتھ ان کے رتبوں کے موافق معاملہ کیا کرو۔" نیز اجتماعی معاملات میں کسی رائے پر اڑ جانا اور دوسروں کی باتوں کو بالکل نظر انداز کردینا بھی سخت فتنہ کا موجب بنتا ہے۔ اگر آدمی یہ سمجھ لے کہ بس میری رائے قابل عمل ہے یا میں ہی عقل کل ہوں' کسی اور کے پاس عقل ہی نہیں تو ایسے شخص کے بارے میں پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"جب تم کسی شخص کو بخل کرنے والا' جھگڑالو اور اپنی رائے کو اچھا سمجھنے والا دیکھو تو (سمجھ لو) کہ اس کا خسارہ اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔"

(شعب الایمان ۶/۳۴۱)

اس طرح کا آدمی ہمیشہ اداروں کے لئے فتنہ کا سبب بنتا ہے اور اس کے طرز عمل سے دلوں میں کینہ کی آبیاری ہوتی ہے۔ نیز جن اداروں میں اپنے قرابت داروں کے ساتھ چشم پوشی کا معاملہ کیا جاتا ہے وہ بھی فتنوں کی زد سے محفوظ نہیں رہ پاتے۔ ہر مومن کو انصاف پسند اور عادل ہونا چاہئے اور اصولوں کے نفاذ میں کوئی امتیاز نہیں برتنا چاہئے۔

فتنہ اور اختلاف ختم کرنے کا سب سے مجرب اور موثر نسخہ:

اگر کسی بات میں اختلاف اور فتنہ پیدا ہوجائے تو اس فتنہ کی آگ کو بجھانے کی سب موثر تدبیر اور مجرب نسخہ یہ ہے کہ اولاً درمیان میں دوسروں کو ڈالے بغیر خود صاحبان معاملہ آپس میں زبانی گفتگو اور بالمشافہ ملاقات کے ذریعہ نہایت ٹھنڈے دل سے معاملہ سلجھانے کی کوشش کریں' اور کسی تیسرے شخص کی لگائی بجھائی سے ہرگز متاثر نہ ہوں' اس کے برخلاف اگر ذرا سی بات پر گفتگو اور ملاقات بند کردی جائے گی یا بیچ میں دیگر نااہل لوگوں کو ڈال لیا جائے گا تو معاملہ سلجھنے کے بجائے اور الجھ جائے گا۔ اسی وجہ سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین دن سے زیادہ بالقصد بات چیت بند کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ ۲/۴۲۷) اس لئے اگر فریقین خود ہی دانشمندی سے کام لیں اور انصاف کا راستہ اختیار کریں تو فتنہ سر اٹھانے سے پہلے دم توڑ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کے فتنوں سے پوری طرح محفوظ رکھے اور امت کے ہر فرد کو دارین کی عافیت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

☆☆............☆☆

انمول موتی

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر ہونے پر وصیت فرمائی کہ لوگوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں لوگوں سے کبھی نہ ڈرنا اور یہ کہ تمہارے قول و فعل میں تضاد کبھی نہیں ہونا چاہئے' اس لئے کہ انسان کی بہترین گفتار وہی ہوتی ہے جس کی تصدیق اس کا کردار کرے۔

صحابہ کرامؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو ترستے تھے' آپ نے مرض الموت میں جب پردہ اٹھا کر دیکھا اور صحابہ کرامؓ کو نماز کی حالت میں دیکھ کر مسکرائے تو صحابہ کرامؓ میں مسرت کی لہر دوڑ گئی' حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے زیادہ حسین منظر نہیں دیکھا' کچھ عاشقان رسولؐ ایسے بھی تھے جن کو اپنی آنکھیں محض اس لئے عزیز تھیں کہ ان سے حضور علیہ السلام کی زیارت ہوئی ہے۔

ایک صحابی کی آنکھیں جاتی رہیں' لوگ عیادت کو آئے تو وہ صحابی کہنے لگے کہ یہ آنکھیں تو مجھے اس لئے عزیز تھیں کہ ان سے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی' جب وہ ہی نہ رہے تو اب آنکھوں کے جانے کا کیا غم؟

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے تشریف لے جاتے تو ابن مسعودؓ ساتھ ہوتے' آپ کو جوتیاں پہناتے' آپ کی جوتیاں اتارتے' سفر میں آپ کا بچھونا' مسواک' جوتا اور وضو کا پانی انہی کے پاس ہوتا تھا' اس لئے صحابہ کرامؓ ابن مسعودؓ کو سواد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے یاد کرتے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہر سامان)۔

حضرت ربیعہ اسلمیؓ سارا سارا دن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے تھے' جب

مولانا محمد نذر عثمانی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر کاشانہ نبوت میں تشریف لے جاتے تو ربیعہ اسلمیؓ دروازے کے باہر بیٹھے رہتے کہ شاید میرے آقا کو کوئی کام پڑے اور میرے بھاگ جاگ اٹھیں اور حضورؐ کی خدمت کی سعادت نصیب ہو جائے' ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیعہ کو یاد فرمایا' وہ حاضر ہوئے تو ارشاد ہوا: ربیعہ! تم شادی کیوں نہیں کرتے؟ عرض کیا کہ شادی کی تو یا رسول اللہ! آپ کا آستانہ اور یہ چوکیداری چھوٹ جائے گی' مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اصرار سے فرمایا اور ربیعہ شادی پر مجبور ہو گئے۔

حضرت طفیل بن عمرو الدوسیؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مکہ حاضر ہوا' حضرت ابو ہریرہؓ بھی میرے ساتھ تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: طفیل! صورت حال کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضورؐ! لوگوں کے دلوں پر پردے پڑے ہیں' کفر نے شدت اختیار کر لی ہے اور قبیلہ دوس پر فسق و فجور اور نافرمانی کا خصوصیت سے غلبہ ہے۔ یہ سننا تھا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے' وضو فرمایا' نماز پڑھی اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کچھ کہنا چاہا' حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو میں دل ہی دل میں ڈر گیا کہ مبادا میری قوم کو حضورؐ بددعا دیں اور وہ ہلاک ہو جائے' میں نے افسردگی کے عالم میں کہا: ہائے میری قوم! لیکن رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ حیران کن تھا اور وہ یہ تھا: الٰہی! قبیلہ دوس کو ہدایت فرما' یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت طفیلؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: اب آپ اپنی قوم کے پاس بلا دھڑک جائیں' ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں اور انہیں اسلام کی دعوت دیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک مرتبہ حضرت عمرو بن طفیلؓ آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے' دسترخوان بچھا اس وقت متعدد لوگ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' حضرت عمرؓ نے سب کو کھانے کی دعوت دی'

حضرت عمرو ایک طرف الگ ہوکر بیٹھے رہے' فاروق اعظمؓ نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ آپ کھانے میں شریک نہیں ہورہے؟ ایسا تو نہیں ہے کہ آپ اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کی وجہ سے شرم محسوس کررہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ امیرالمومنین! بالکل یہی بات ہے' آپ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! میں اس وقت تک کھانے کو چکھنے والا نہیں جب تک تم اپنا یہ کٹا ہوا ہاتھ اس میں نہیں ڈال دیتے' بخدا! اس قوم میں آپ کے علاوہ کسی کو یہ شرف حاصل نہیں کہ اس کے جسم کا ایک حصہ اس سے پہلے جنت میں پہنچ جائے' یعنی ان کا ایک ہاتھ میدان جہاد میں کٹ کر باقی جسم سے پہلے جنت میں پہنچ چکا ہے۔

سرکار دو عالم' رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو اہلیان مدینہ میں سے ہر ایک کی دلی تمنا تھی کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل ہو' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو یہی ارشاد فرماتے کہ میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو' یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مامور ہے' اونٹنی مسلسل چلتی رہی' ہر ایک کے دل میں یہ شوق تھا کہ وہ اس خوش قسمت کو دیکھیں جس کے نصیب میں یہ دولت آتی ہے' وہ اونٹنی یکایک حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی' ابوایوب انصاریؓ کا دل خوشی سے باغ باغ ہوگیا' فوراً آگے بڑھ کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہا' اتنے خوش ہوئے گویا دنیا کے خزانے ہاتھ لگ گئے ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان اٹھایا اور اپنے گھر کی طرف چل دیئے۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ کا گھر دو منزلہ تھا' بالائی منزل کو خالی کردیا گیا تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں قیام فرمائیں' لیکن میرے آقا نے رہائش کے لئے نچلی منزل کو ترجیح دی' حضرت ابوایوب انصاریؓ نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جہاں آپ نے رہنا پسند کیا وہیں انتظام کردیا' جب رات ہوئی تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر آرام فرمانے لگے' حضرت ابوایوب انصاریؓ اور ان کی اہلیہ بالائی منزل پر چلے گئے' لیکن فوراً خیال آیا کہ افسوس! ہم کیا کر بیٹھے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نیچے آرام کریں اور ہم اوپر' کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر چلے' پھریں گے؟ کیا ہم رسول اللہؐ اور وحی کے درمیان حائل نہ ہوں گے' یہ تو آپ کی خدمت اقدس میں گستاخی ہے' ہم تو تباہ ہوجائیں گے' دونوں میاں بیوی انتہائی پریشانی کے عالم میں تھے' کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا کہ کیا کریں' دلی سکون جاتا رہا اور پریشانی کے عالم میں دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھے اسی غم میں غلطاں رہے اور اس بات کا خیال رکھا کہ کمرے کے درمیان میں نہ چلیں' جب صبح ہوئی تو بارگاہ اقدس میں حاضری دی اور رات کا ماجرا عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم دونوں رات بھر جاگتے رہے' ایک لمحہ کے لئے بھی نہ سوسکے' ہمارے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ہم چھت پر چلیں گے تو چھت کی مٹی آپ پر پڑی گی جو آپ کو ناگوار گزرے گی' دوسری بات یہ ہے کہ ہم آپؐ اور وحی کے درمیان حائل ہوگئے' یہ باتیں سن کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوایوب! غم نہ کرو' نیچے رہنا میرے لئے آرام دہ ہے کیونکہ ملاقات کی غرض سے کثرت سے لوگوں کی آمد و رفت ہے۔ ابوایوبؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور کا حکم مان لیا لیکن ایک شدید سردی کی رات میں ہمارا مٹکا ٹوٹ گیا اور پانی چھت پر بہہ گیا' میں اور میری بیوی جلدی جلدی اس پانی کو اپنے لحاف سے خشک کرنے لگے کہ کہیں یہ پانی نیچے ٹپک کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ جائے' جب صبح ہوئی تو میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا' میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں اوپر رہوں جبکہ آپ نیچے تشریف فرما ہوں' پھر میں نے رات مٹکا ٹوٹنے کا واقعہ بھی سنایا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری التجا کو قبول فرمایا اور آپ بالائی منزل پر جلوہ افروز ہونے پر رضامند ہوگئے۔

ارشادات وملفوظات

حضرت مولانا
شاہ ابرارالحق صاحب
دامت برکاتہم

۲۳/شعبان سے دارالعلوم ندوۃ العلما میں تعطیلات کا آغاز ہو چکا تھا' اکثر طلبہ واساتذہ اپنے اپنے وطن تشریف لے جاچکے تھے کہ اچانک حضرت تھانویؒ کے آخری خلیفۂ عالم ربانی و مرشد روحانی حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کی ندوہ تشریف آوری کی خبر ملی۔

حضرت کی تشریف آوری کی اطلاع سے اس وجہ سے بھی بڑی خوشی ہوئی کہ حضرت والا اپنی طویل بیماری اور ضعف کے بعد پہلی مرتبہ یہاں تشریف لارہے تھے' ندوہ کے مہمان خانہ میں ہی حضرت کی مجلس ہوئی' جس میں پہلے تو آپ نے فرمایا کہ میری طبیعت بہت ناساز ہے اور ڈاکٹروں نے ہمیں مَنت سے زائد گفتگو کرنے سے منع کیا ہے' اس لئے مختصر سی بات آپ حضرات سے کروں گا۔

فرمایا کہ بھائی! طلبہ کی ایسی تربیت ہونی چاہئے کہ اس سے طلبا میں دینیات پیدا ہوجائے' ایمان داری کی صفت ان میں آجائے' بے ایمانی کی سب سے بڑی وجہ حب مال وحب جاہ ہے' پھر آپ نے "تعلیم دین" نامی کتاب پڑھنے کا مشورہ دیا۔

ہر کام اخلاص وبشاشت کے ساتھ کرنا چاہئے کبھی کبھار کام کرنے میں اخلاص ہوتا ہے' بشاشت نہیں ہوتی' اخلاص یہ ہے کہ اللہ کے لئے کیا جائے اور بشاشت کہتے ہیں دل کے چاہنے کو' تو اگر جی نہ چاہتا ہو' طبیعت میں بشاشت نہ ہو' تب بھی نیک اعمال کرنا چاہئے بلکہ اس سے دُگنا اجر ملتا ہے' حدیث میں آتا ہے: "حفت الجنة بالمکاره".

اس طرح سے اپنے اندر اخلاص حمیدہ کو پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور اخلاق حمیدہ کہتے ہیں صبر' شکر' محبت اور تقویٰ جیسی صفات کا پیدا ہونا اور حسد' کینہ' بغض اور نفاق وغیرہ کا دور ہوجانا' اور ہم میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوجائے اور اتنا خوف پیدا ہوجائے جو ہم کو گناہوں سے روک دے: "اللهم انی

مولانا عبدالسلام بھٹکلی ندوی

اسئلک من خشيتک ما تحول به بيننا وبين معاصيک".

اور گناہ کا جہاں تک تعلق ہے تو ہر گناہ چھوڑنا چاہئے اور تمام طرح کے گناہ کو چھوڑنے کو ہی طاعت کہتے ہیں اور اگر طاعت نہ چھوٹے اور فرائض و واجبات وسنن کی پابندی کرلے تو ایسا شخص ولی اللہ ہے' اگر کسی کو ایک گناہ کے کرنے کی بھی عادت ہو تو وہ ولی اللہ نہیں بن سکتا' چاہے اس سے کتنے ہی عجائبات صادر ہوں' اس لئے کہ یہ تو سفلی کام کرنے والوں سے بھی صادر ہوتے ہیں' ہاں اگر متبع سنت سے خارق عادت باتیں یا کام صادر ہوں تو اسے کرامت کہتے ہیں اور پھر فرمایا کہ گناہ ظاہری بھی چھوڑنا ہے اور باطنی بھی "وذروا ظاهر الاثم وباطنه"

بعض حضرات ذکر و اذکار کا خوب اہتمام کرتے ہیں' لیکن گناہ سے نہیں بچتے ہیں' اس لئے برائیاں مدارس وخانقاہوں تک پہنچ گئی ہیں' گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔

شرعی پردہ کا اہتمام کیا جائے' آج کل اس طرف سے بڑی غفلت ہے' عام طور پر خالہ زاد' ماموں زاد' پھوپھی زاد' چچازاد بہنوں وغیرہ سے پردہ کرنے کا اہتمام ہی نہیں ہے' حالانکہ ان سے شرعاً پردہ کرنا چاہئے' اس طرف توجہ اور فکر کی ضرورت ہے۔

ایک قصہ اپنے مدرسہ کے طالب علم کا سناتے ہوئے فرمایا کہ اشرف المدارس کے حفظ کے ایک طالب علم نے اپنی بھابی سے پردہ شروع کیا تو لوگوں نے کہا کہ مولوی حضرات تو پردہ نہیں کرتے ہیں' ان سے تو پردہ نہیں ہوتا ہے' دیکھیں تو کب تک قائم رہتا ہے لیکن وہ طالب علم ماشاء اللہ اس پر ڈٹا رہا تو اس کا یہ اثر ہوا کہ اس کی بھابی نے بھی پردہ شروع کردیا۔

منکرات کی اصلاح کے لئے ایک جماعت ہونی چاہئے: "ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن

المنکر" (آل عمران)

قانون شکنی جرم ہے اور اس پر پکڑ ہے تو منکرات کے کرنے یا ہونے پر پکڑ ہونی چاہئے' اس سے باقاعدہ روکا جانا چاہئے۔

بہت سے عصری علوم کے ماہر افراد وکلاء و ڈاکٹرز وغیرہ اپنے دائرہ کار میں خوب کام کر رہے ہیں' لٹریچر شائع کرتے ہیں اور تقسیم کرتے ہیں' پھر یہ آیت پڑھی: "وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم۔"

پھر آپ نے عالم میں جو امر بالمعروف کے کام اجتماعی طور پر ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جسے قبول عام سے نوازا ہے' اس کی تعریف کرتے ہوئے اور اس کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ سارے کام ہو رہے ہیں لیکن منکرات پر روک ٹوک نہیں ہو رہی ہے' اس لئے اچھی اچھی جگہوں پر مصیبتیں آ رہی ہیں' بعض جگہوں پر تو کام ہے ہی نہیں اور جہاں ہے تو وہاں بھی اس مقدار میں نہیں' جس مقدار میں ہونا چاہئے' انفرادی کام ہو رہا ہے' اجتماعی طور پر نہیں ہو رہا ہے' پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: "مــــا اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم۔"

فرمایا کہ مدارس میں سیکھنے سکھانے کا اہتمام اور عملی مشق نہیں ہے' عملی مشق ہونی چاہئے نماز کی' مصافحہ کی' سلام کی' اسی طرح سے فرائض و سنت کی' نیز ہر مسجد میں امام صاحب روزانہ ایک سنت بتائے اور ایک گناہ کبیرہ کا ذکر کرے' گناہوں کو چھوڑنے کی بات کرے اور سنت کو یاد کراوے' پھر انشاء اللہ عذاب سے حفاظت ہو سکتی ہے' اس کی تفصیل اور طریقہ کار اشرف المدارس ہردوئی سے شائع شدہ کتاب "ایک مثالی مدرسہ" میں انشاء اللہ ملیں گی۔

تعلیم کے سلسلے میں یہ بھی فرمایا کہ عوام کا عام طور پر مزاج ہندی' انگریزی وغیرہ کی تعلیم کے لئے مہنگے اساتذہ کے ڈھونڈنے اور عربی دینی تعلیم کے لئے سستے اساتذہ کے ڈھونڈنے کا ہے' اس پر بھی بڑے افسوس کا اظہار کیا۔

واضح رہے کہ حضرت والا کا یہ سفر لکھنؤ اپنی اہلیہ محترمہ مدظلہا کی عیادت کے سلسلے میں ہوا تھا' جو اپنی بیماری کے باعث لکھنؤ کے ایک ہسپتال "سحر نرسنگ ہوم" میں داخل تھیں' اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ عاجلہ مستقلہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

ضیا پاگئے

مجیب بستوی

پاگئے پاگئے' پاگئے پاگئے — ہم مدینے کی ٹھنڈی ہوا پاگئے
راہ منزل کا ہم رہنما پاگئے — آپؐ کا آپؐ کا نقش پا پاگئے
بھیج کر درود و سلام آپؐ پر — اپنا ہم مقصد و مدعا پاگئے
کوئی شے ہم کو دنیا میں پیاری نہیں — آپؐ کو ہم رسول خدا پاگئے
اللہ قرآن ملا آپؐ سے — آپؐ سے فیض غار حرا پاگئے
کیوں نہ ہم فخر قسمت پہ اپنی کریں — سبز گنبد کی ساری ضیا پاگئے

ہم در مصطفیٰ پر مجیب آگئے
اور فیض در مصطفیٰ پاگئے

حضرت مولانا فیض اللہؒ

میرپورخاص کے لئے ان کی عظیم قربانیاں تھیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپورخاص کے امیر' سرپرست اہل علماء ایکشن کمیٹی' مہتمم مدرسہ مدینۃ العلوم' امام وخطیب مدینہ مسجد حضرت مولانا فیض اللہ چھ ماہ کی طویل علالت کے بعد گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے انتقال کرگئے۔ مرحوم کی عمر ۷۷ برس تھی' آپ کو رمضان المبارک میں گردے کی تکلیف ہوئی تھی۔ شوال کے مہینہ میں لیاقت نیشنل ہسپتال کراچی میں گردے کے آپریشن کے ذریعہ رسولی نکالی گئی تھی' اس کے بعد سے مولانا فیض اللہ کی طبیعت میں بہتری کے لحاظ بہت ہی کم آئے بلکہ طبیعت خراب سے خراب ہوتی چلی گئی' اسی اثناء میں متعدد بار چیک اپ کے لئے کراچی لے جایا گیا' وفات سے دس بارہ روز قبل کھانا پینا بھی چھوڑ دیا تھا' جس سے طبیعت مزید گرتی رہی۔ بالآخر زندگی کے ایام اور وقت مکمل کرکے رضائے الٰہی سے دارفانی سے دارالبقاء کی طرف تشریف لے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا فیض اللہ نے بنیادی تعلیم اپنے علاقائی دینی مدرسہ بلوچستان میں حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا تقریباً ۲ سال کے لئے سعودی عرب چلے گئے جہاں کچھ تعلیم حاصل کرکے واپس پاکستان آکر تاج پور نصر پور میں مولانا عبدالحق ربانی کے پاس تعلیم حاصل کی' بعدازاں تعلیم کا اختتام شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز رتوڈیرو کے پاس کیا' اس کے بعد مولانا فیض اللہ نے میرپورخاص کی قدیم درسگاہ مدرسہ قاسم العلوم اسٹیشن روڈ میں تعلیم وتدریس کا سلسلہ شروع کردیا' بعدازاں مولانا نے مدینہ مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سنبھالے پھر شاہ ولی اللہ اسکول میں معلم القرآن کی حیثیت سے دینی خدمات انجام دیں' اس کے بعد ۱۹۷۵ء میں مولانا نے ایک دینی ادارے مدینۃ العلوم کی بنیاد ڈالی' ۱۹۹۳ء میں شاہ ولی اللہ اسکول سے ریٹائرمنٹ کے بعد سے مولانا نے اپنی تمام زندگی مسجد ومدرسہ کے لئے وقف کردی تھی' تقریباً ۳۰ سال سے مدینہ مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دے رہے تھے' لیکن گزشتہ چھ ماہ سے شدید علالت کے باعث مولانا مرحوم نے اپنے صاحبزادے جن کا آخری تعلیمی سال ہے' ان کو اپنی جگہ امامت و خطابت کے لئے اپنی موجودگی اور غیرموجودگی کے لئے مقرر کردیا تھا۔

مولانا فیض اللہ نے وفات سے تقریباً ایک ماہ قبل علالت کی شدت میں اضافہ کے بعد وصیت کے طور پر مدرسہ کمیٹی کی مشاورت سے اپنے سب سے بڑے صاحبزادے مولانا حفیظ الرحمٰن کو مدینۃ العلوم مدرسہ کا نائب مہتمم بھی مقرر کردیا تھا۔ واضح رہے کہ مولانا حفیظ

مفتی منیر احمد طارق

الرحمٰن جامع مفتاح العلوم حیدرآباد میں دورۂ حدیث کی کلاس میں ہیں' بیان کا تعلیمی لحاظ سے آخری سال ہے۔ مولانا فیض اللہ نے اپنے مذکورہ صاحبزادہ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دے رکھی تھی' جس کی وجہ سے ان پر تعلیم و تربیت کا خاص عملی نمونہ دیکھا جاسکتا ہے۔ مولانا کی میرپورخاص کے لئے عظیم قربانیاں تھیں' مولانا بڑے سے بڑے مسئلہ کو بڑے افہام وتفہیم سے حل کرتے تھے۔ اختلافی ونزاعی معاملوں کو بڑی آسانی سے حل کرلیا کرتے تھے۔

مولانا کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح شہر ومضافات میں پھیل گئی' جنازہ کے لئے لوگ صبح سے ہی ان کی رہائش گاہ پر جمع ہونا شروع ہوگئے تھے' اس موقع پر ہر آنکھ اشک بار تھی' لوگوں کو ایسا لگ رہا تھا جیسا کہ ہمارے سروں سے سایہ اٹھ گیا ہو' مولانا کی میت کو غسل دینے کے بعد ان کی رہائش گاہ سے مسجد مدینہ اور ان کا قائم کردہ ادارہ مدرسہ مدینۃ العلوم شاہی بازار لایا گیا' جہاں ظہر کی نماز کے بعد عام زیارت کرائی گئی' بعدازاں جم غفیر ہونے کی وجہ سے جنازہ اٹھالیا گیا' نماز جنازہ کا اہتمام پولیس گراؤنڈ میں تھا' نماز جنازہ مولانا فیض اللہ کے صاحبزادے مولانا حفیظ الرحمٰن نے پڑھائی' اس موقع پر مذہبی رہنماؤں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے کنوینر علامہ احمد میاں حمادی' حیدرآباد کے کنوینر مولانا محمد نذر عثمانی' میرپورخاص کے معروف عالم دین و نائب امیر مولانا شبیر احمد کرنالوی' مولانا محمد یوسف شہداد پوری' قاری عبدالرشید' قاری محمد انور' مفتاح العلوم کے مولانا عبدالسلام' مولانا غلام احمد سومرو' مولانا سیف الرحمٰن' مولانا محمد نعیم' مولانا صالح سجاول' مولانا عبدالسلام' مولانا عباس مانی' صوبائی خطیب مولانا محمد حیات راہو' مدرسہ قاسم العلوم کے مولانا عبداللہ' مولانا مفتی عبیداللہ' مفتی مسعود' حافظ اکبر راشد' مولانا محمد اشرف علی' مولانا غفوراللہ' مولانا مفتی صغیر احمد کے علاوہ سیاسی رہنماؤں میں رکن قومی اسمبلی میر آفتاب حسین شاہ جیلانی' ضلع ناظم میرپورخاص میر شفقت حسین شاہ جیلانی' تعلقہ نائب ناظم جاوید احمد بابا' ڈی پی او میرپورخاص ڈاکٹر احسن یوسف زئی' ڈی ایس پی اے ایس پی سٹی اور ایس ایچ او کے علاوہ لالہ نور محمد' مولانا عبدالرحیم' مولانا عزیز الرحمٰن' مولانا رمضان رحمانی سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی' اس موقع پر جم غفیر ہونے کے سبب بار بار کی کوشش کے باوجود بعض لوگ چہرہ نہ دیکھ سکے' ہزاروں افراد کی موجودگی اور اشک بار آنکھوں کے ساتھ مولانا مرحوم کی تدفین عمل میں لائی گئی۔

اخبار عالم پر ایک نظر

گوجرانوالہ میں ختم نبوت کانفرنسوں کا کامیاب انعقاد

گوجرانوالہ (رپورٹ: سید احمد حسین زید) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین حضرت مولانا اللہ وسایا اور حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے گوجرانوالہ کا تین روزہ دورہ کیا اور اس موقع پر کانفرنسوں اور کورس سے خطاب کیا۔ دورہ کا آغاز تاجدار ختم نبوت کانفرنس بے چھو تحصیل کاموکی سے ہوا۔ اس کانفرنس کو رکوانے کے لئے ضلع بھر کی مرزائیت نے پورا زور لگایا مگر الحمدللہ! کانفرنس بہت کامیاب اور بھرپور رہی۔ کانفرنس سے شاہین ختم نبوت، مجاہد اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا اور خطیب اسلام، سفیر ختم نبوت حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے علاوہ خطیب پاکستان حضرت مولانا عبدالحمید وٹو مرکزی جامع مسجد کاموکی کے خطیب حضرت مولانا محمد اسماعیل محمدی، مجاہد مولانا عصمت اللہ معاویہ، خطیب اعظم گوجرانوالہ مولانا منصور الخطیب، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر، علامہ سید منور حسین شاہ، حضرت مولانا قاری شفیق الرحمن، علامہ محمد احمد، ابوبکر اشرف، محمد اجمل چٹھہ، سردار علی اللہ دتہ، ارشد علی تتلہ اور نوید احمد چٹھہ نے خطاب کیا۔ دوسری مرکزی کانفرنس تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے عنوان سے جامع مسجد تحفظ ختم نبوت ابوبکر ٹاؤن گوجرانوالہ میں منعقد ہوئی، جس کے مہمان خصوصی گورنمنٹ انٹر کالج پیپلز کالونی کے پرنسپل اور ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر محمد ممتاز اعوان تھے۔ کانفرنس سے مفکر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، نقیب ختم نبوت حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، خطیب پاکستان مولانا عبدالحمید وٹو، جمعیت علماء اسلام کے رہنما شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی حمید اللہ خان ایم این اے، پاکستان شریعت کونسل کے سیکریٹری جنرل علامہ زاہد الراشدی، جمعیت اہلسنت والجماعت کے سیکریٹری جنرل مولانا حافظ گلزار احمد آزاد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی، حضرت مولانا فقیر اللہ اختر، پروفیسر علامہ محمد منیر کھوکھر، ابوبکر اشرف اور دیگر نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی صدارت مرکزی مبلغ حضرت مولانا حافظ محمد ثاقب نے کی۔ تیسری کانفرنس "خاتم النبیین کانفرنس" کے عنوان سے مسجد عمر مدرسہ انوار الاسلام علی پور چٹھہ میں ہوئی جس سے عظیم اسکالر حضرت مولانا اللہ وسایا، محقق ختم نبوت حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، جمعیت علماء اسلام کے رہنما حضرت مولانا محمد اقبال نعمانی، مرکزی مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر، حضرت مولانا افضال الحق کھٹانہ اور حضرت مولانا حافظ محمد ثاقب نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی صدارت محترم جناب حکیم عبداللطیف نے کی۔ علاوہ ازیں ۵ تا ۷ مئی تک جاری رہنے والے اس دورے کے دوران ۶ مئی کو بخاری ہال ختم نبوت بلڈنگ گوجرانوالہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی نائب امیر حضرت مولانا قاری عبدالقدوس عابد نے مرکزی قائدین حضرت مولانا اللہ وسایا اور حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا جس میں مبلغ ختم نبوت لاہور حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی، جمعیت علماء اسلام فیصل آباد کے امیر مجاہد ختم نبوت مولانا ضیاء الدین آزاد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے رہنماؤں قاری محمد یوسف عثمانی، حافظ محمد ثاقب، مولانا فقیر اللہ اختر، پروفیسر حافظ محمد انور، پروفیسر حافظ محمد اعظم نفیس، پروفیسر علامہ محمد منیر کھوکھر، قاری عبدالغفور آرائیں، مولانا قاری محمد منیر قادری، محمد امان اللہ قادری، مولانا محمد الیاس قادری، عزیز الرحمن امیر اور راقم الحروف سمیت دیگر حضرات نے شرکت کی۔ ۵ مئی کو الشریعہ اکیڈمی ککنی والا گوجرانوالہ میں رد قادیانیت کورس کا آغاز ہوا۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی کی زیر نگرانی چلنے والے اس ادارہ کے تقابل ادیان کورس میں کورس کے شرکاء کے علاوہ عام شہریوں نے بھی شرکت کی۔ کورس کی مختلف نشستوں سے حضرت مولانا اللہ وسایا نے خطاب فرمایا اور "عقیدہ ختم نبوت قرآن کی روشنی میں، ختم نبوت حدیث کی روشنی میں اور قادیانی عقائد" کے موضوعات پر لیکچر دیئے۔

حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ کے انتقال پر اظہار تعزیت

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے رہنماؤں مولانا حکیم عبدالرحمن آزاد، حافظ محمد ثاقب، مولانا فقیر اللہ اختر، حافظ محمد یوسف عثمانی، مولانا عبدالقدوس عابد، مولانا محمد الیاس قادری، حافظ احسان الواحد، پروفیسر حافظ محمد انور، حافظ محمد معاویہ اور دیگر نے جید عالم دین اور ممتاز مناظر حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا ہے۔

طُغرائے نجات

تج کے بے رُوح مشاغل اے دل — چھیڑ حضرت کے شمائل اے دل
مگر اِتنا سا تجھے احساس رہے — سخت مشکل ہے یہ منزل اے دل
نارسا فکرِ سخنور ہے یہاں — وہ تو ہیں خلق کا حاصل اے دل
بے شمار اُن کی عنایات اے جاں — بیکراں اُن کے فضائل اے دل
نہ کوئی اُن کا محاسن میں شریک — نہ کوئی اُن کا مماثل اے دل
نامِ پاک اُن کا ہے طُغرائے نجات — اُن پہ قرآں ہُوا نازل اے دل
وُہی پیغامبرِ فطرت ہیں — کائنات اُن کی ہے قائل اے دل
پیروی اُن کی جو لازم ٹھہرے — حل ہوں انساں کے مسائل اے دل
اُن کا آئینِ محبّت ہو جو عام — نہ رہے کوئی بھی مشکل اے دل
ضبطِ جذبات بھی لازم ہے یہاں — اُن کا دربار ہے اے دل اے دل
کرمِ سرورِ دیںؐ، چارۂ غم — یہ تلاطم ہے وہ ساحل اے دل
تیری کوتاہی و غفلت کے سوا — درمیاں کون ہے حائل اے دل

کسبِ نُور آپؐ سے تُو بھی کر لے
اور ہو جا مہِ کامل اے دل

حفیظ تائب

اسد اللہ نفیس الحسینی غفرلہ

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخرﷺ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی واصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

خریدار بنیئے ــــ بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

انشاء اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے